قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران: 74)

روزنامہ

الفضل لندن

مدیر: ابو سعید

Online Edition

بدھ 13/ جولائی 2022ء | 13/ ذوالحجہ 1443 ہجری قمری | 13/ وفا 1401 ہجری شمسی | جلد:4 | شمارہ:142

ارشاد باری تعالیٰ

فَاٰمِنُوۡا بِاللّٰہِ وَرَسُوۡلِہٖ وَالنُّوۡرِ الَّذِیۡۤ اَنۡزَلۡنَا ؕ وَاللّٰہُ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ خَبِیۡرٌ ﴿۹﴾

(التغابن: 9)

ترجمہ: پس اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لے آؤ اور اس نور پر جو ہم نے اُتارا ہے۔ اور اللہ اُس سے جو تم کرتے ہو ہمیشہ باخبر رہتا ہے۔

فرمانِ رسولؐ

حضرت انس بن مالک بیان کرتے ہیں کہ تین حضرات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کے گھروں کی طرف آپ کی عبادت کے متعلق پوچھنے آئے، جب انہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل بتایا گیا تو جیسے انہوں نے اسے کم سمجھا اور کہا کہ ہمارا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا مقابلہ! آپ کی تو تمام اگلی پچھلی لغزشیں معاف کر دی گئی ہیں۔ ان میں سے ایک نے کہا کہ آج سے میں ہمیشہ رات بھر نماز پڑھا کروں گا۔ دوسرے نے کہا کہ میں ہمیشہ روزے سے رہوں گا اور کبھی ناغہ نہیں ہونے دوں گا۔ تیسرے نے کہا کہ میں عورتوں سے جدائی اختیار کرلوں گا اور کبھی نکاح نہیں کروں گا۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور ان سے پوچھا کیا تم نے ہی یہ باتیں کہی ہیں؟ سن لو! اللہ تعالیٰ کی قسم! میں تم میں سب سے زیادہ ڈرنے والا ہوں۔ میں تم میں سب سے زیادہ پرہیز گار ہوں لیکن میں اگر روزے رکھتا ہوں تو افطار بھی کرتا ہوں۔ نماز پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں۔ اور میں عورتوں سے نکاح کرتا ہوں۔ پس جس نے میرے طریق سے بے رغبتی کی وہ مجھ میں سے نہیں ہے۔

(بخاری کتاب النکاح باب الترغیب فی النکاح)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحاتِ قلم

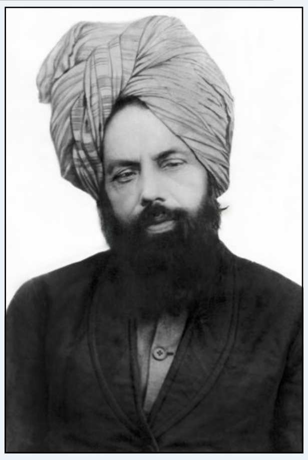

اصل غرض انسان کی خلقت کی یہ ہے کہ وہ اپنے ربّ کو پہچانے اور اس کی فرمانبرداری کرے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا مَا خَلَقۡتُ الۡجِنَّ وَالۡاِنۡسَ اِلَّا لِیَعۡبُدُوۡنِ (الذاریات:57) میں نے جن اور انس کو اس لئے پیدا کیا ہے کہ وہ میری عبادت کریں۔ مگر افسوس کی بات ہے کہ اکثر لوگ جو دنیا میں آتے ہیں بالغ ہونے کے بعد بجائے اس کے کہ اپنے فرض کو سمجھیں اور اپنی زندگی کی غرض اور غایت کو مدنظر رکھیں۔ وہ خدا تعالیٰ کو چھوڑ کر دنیا کی طرف مائل ہو جاتے ہیں اور دنیا کا مال اور اس کی عزتوں کے ایسے دلدادہ ہوتے ہیں کہ خدا کا حصہ بہت ہی تھوڑا ہوتا ہے اور بہت لوگوں کے دل میں تو ہوتا ہی نہیں۔ وہ دنیا ہی میں منہمک اور فنا ہو جاتے ہیں۔ انہیں خبر بھی نہیں ہوتی کہ خدا بھی کوئی ہے۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 137 ایڈیشن 1988ء)

فرمان خلیفہ وقت

وہ ایک ایسا نور کامل تھے جو اللہ تعالیٰ کے نور سے منور تھا اور جنہوں نے اپنے صحابہ میں ان کی استعدادوں کے مطابق بھی وہ نور بھر دیا۔ انہیں عبادتوں کے طریق بھی سکھائے۔ انہیں عبادتوں کے اعلیٰ معیار حاصل کرنے کی طرف بھی توجہ دلائی۔ ان کو اپنے مقصد پیدائش کو سمجھنے کی طرف بھی توجہ دلائی۔ اور پھر آپ ﷺ سے وہ نور پا کر صحابہؓ نے اپنی استعدادوں کے مطابق پھر وہ نور آگے پھیلانا شروع کر دیا اور چراغ سے پھر چراغ روشن ہوتے چلے گئے اور جن باتوں کا فہم اس وقت کا عام انسان نہیں کر سکتا تھا اس کے بارہ میں بھی بتا دیا کہ اس کامل کتاب سے تاقیامت اب چراغ روشن ہوتے چلے جائیں گے اور آئندہ زمانہ کے مومنین اللہ تعالیٰ کے ان احسانوں کو دیکھ لیں گے۔ ایک دنیادار تو صرف دنیا کی نظر سے دیکھے گا لیکن ایک حقیقی مومن اپنے مقصد پیدائش کا حق ادا کرتے ہوئے اُن کو اس نظر سے دیکھے گا کہ خدا تعالیٰ کی پیشگوئی کے مطابق آج ہی یہ چیزیں پیدا ہوئی ہیں۔ مومن کی نظر صرف ان ایجادات سے اور ان دنیاوی چیزوں سے دنیاوی فائدوں تک ہی محدود نہیں ہوگی بلکہ وہ اپنے مقصد پیدائش کو سمجھتے ہوئے اس حقیقی نور سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کرے گا جو اللہ تعالیٰ کے سب سے پیارے نبی اور افضل الرسل ﷺ لے کر آئے تھے۔ جس طرح ضلالت اور گمراہی کے اندھیروں میں بھٹکے ہوئے لوگ آج سے 14سو سال پہلے اس نبی کے نور سے فیضیاب ہوئے تھے اور ہر میدان میں اعلیٰ معیاروں کو چھونے لگے۔ اسی طرح اب تاقیامت جو بھی اس رسول اور اس کامل شریعت سے حقیقی تعلق جوڑے گا، ظلمتوں سے نور کی طرف نکلتا چلا جائے گا اور دنیا و آخرت میں اللہ تعالیٰ کی جنتوں کا وارث بنتا چلا جائے گا۔

(خطبہ جمعہ 15/ جنوری 2010ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

”میں سمجھا تھا کہ شاید یورپ مسلمان ہوگیا ہے“

حضرت مفتی محمد صادق صاحب بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ جب میں حضرت مسیح موعودؑ کی خدمت میں حاضر تھا تو آپ کے کمرہ کا دروازہ زور سے کھٹکا اور سید آل محمد صاحب امروہوی نے آواز دی کہ حضور میں ایک نہایت عظیم الشان فتح کی خبر لایا ہوں۔ حضرت صاحب نے مجھ سے فرمایا کہ آپ جاکر ان کی بات سن لیں کہ کیا خبر ہے۔ میں گیا اور سید آل محمد صاحب سے دریافت کیا انہوں نے کہا کہ فلاں جگہ مولوی سید محمد احسن صاحب امروہوی کا فلاں مولوی سے مباحثہ ہوا تو مولوی صاحب نے اُسے بہت سخت شکست دی۔ اور بڑا رگیدا۔ اور وہ بہت ذلیل ہوا وغیرہ وغیرہ۔ اور مولوی صاحب نے مجھے حضرت صاحب کے پاس روانہ کیا ہے کہ جاکر اس عظیم الشان فتح کی خبر دوں۔ مفتی صاحب نے بیان کیا کہ میں نے واپس آکر حضرت صاحب کے سامنے آل محمد صاحب کے الفاظ دہرا دیئے۔ حضرت صاحب ہنسے اور فرمایا۔ (کہ ان کے اس طرح دروازہ کھٹکھٹانے اور فتح کا اعلان کرنے سے) ”میں سمجھا تھا کہ شاید یورپ مسلمان ہوگیا ہے“۔ مفتی صاحب کہتے تھے کہ اس سے پتہ لگتا ہے کہ حضرت اقدسؑ کو یورپ میں اسلام قائم ہو جانے کا کتنا خیال تھا۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ گو تبلیغ کیلئے سب جگہیں برابر ہیں اور ہر غیر مسلم ایک سا مستحق ہے کہ اس تک حق پہنچایا جاوے اور ہر غیر مسلم کا مسلمان ہونا ہمارے لئے ایک سی خوشی رکھتا ہے خواہ کوئی بادشاہ ہو یا ایک غریب بھنگی لیکن اس میں بھی شک نہیں کہ بعض اوقات ایک خاص قوم یا خاص مُلک کے متعلق حالات ایسے جمع ہو جاتے ہیں کہ اس کی تبلیغ خاص رنگ پیدا کر لیتی ہے۔ آجکل یورپ مسیحیت اور مادیت کا گھر ہے۔ پس لاریب اس کا مسلمان ہونا اسلام کی ایک عظیم الشان فتح ہے۔

(سیرت المہدی روایت نمبر 2)

اس شمارہ میں

- اے مسیح الزماں! (منظوم)
- احکام خداوندی
- دعا، ربوبیت اور عبودیت کا ایک کامل رشتہ ہے (مسیح موعودؑ)
- تبلیغ میں پریس اور میڈیا سے کس طرح کام لیا جاسکتا ہے
- رشوت خوری
- میرے ابو، مبارک احمد سامی مرحوم

دربارِ خلافت

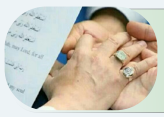

کوشش یہ ہونی چاہئے کہ ہم نے حتی الوسع ہر احمدی کو ضائع ہونے سے بچانا ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

کچھ دن ہوئے، دینی تربیتی امور کا ایک جائزہ اتفاق سے ایک عہدیدار کے ساتھ باتوں باتوں میں میرے سامنے آیا۔ اُس کے بعد پھر مَیں نے اُن سے تحریری رپورٹ بھی منگوائی۔ اس کو دیکھ کر مجھے خیال ہوا کہ بعض امور ایسے ہیں جن پر مجھے کچھ کہنا چاہئے۔ جماعت کا ایک طبقہ جو ہے، اُس کو اس کی ضرورت ہے اور اسی طرح کچھ ایسی باتیں ہیں جن کی عہدیداروں کو بھی ضرورت ہے۔ یہ امور جس طرح یہاں کی جماعت کے لئے اہم ہیں اسی طرح دنیا کی دوسری جماعتوں کے لئے بھی اہم ہیں۔ یا نئی نسل اور اُن افراد کے لئے بھی ان کا جاننا ضروری ہے جو زیادہ ایکٹو (active) نہیں ہیں، زیادہ تر جماعتی کاموں میں involve نہیں ہیں۔ یہ ایسے امور ہیں کہ جن کو عموماً کھول کر بیان نہیں کیا جاتا۔ یا مربیان اور عہدیداران افرادِ جماعت کے سامنے اس طرح احسن رنگ میں ذکر نہیں کرتے جس طرح ہونا چاہئے۔ جس کی وجہ سے بعض ذہنوں میں، خاص طور پر نوجوانوں میں سوال اُٹھتے ہیں لیکن وہ سوال کرتے نہیں۔ اس لئے کہ جماعتی ماحول یا اُن کا عزیز رشتے دار یا والدین ان سوالوں کو برا سمجھیں گے یا وہ کسی مشکل میں پڑ جائیں گے۔ حالانکہ چاہئے تو یہ کہ مربیان اور مبلغین سے سوال کر کے یا عہدیداروں سے جو علم رکھتے ہیں اُن سے سوال کر کے، یا اپنی ذیلی تنظیموں کے عہدیداروں سے سوال کر کے پوچھیں۔ خدام الاحمدیہ اور لجنہ سے تعلق رکھنے والوں اور تعلق رکھنے والیوں کا اپنی متعلقہ ذیلی تنظیموں سے اس طرح تعلق ہونا چاہئے کہ آسانی سے سوال کر سکیں تاکہ معلومات میں بھی اضافہ کریں اور کوئی شکوک وشبہات ہیں تو وہ بھی دُور کریں یا مجھے بھی لکھ سکتے ہیں۔ بعض لوگ مجھے دوسرے ملکوں سے بھی اور بعض دفعہ یہاں سے بھی لکھتے ہیں اور انتہائی ادب کے دائرے میں رہتے ہوئے لکھتے ہیں تو اُن کے سوالوں کے جواب دیئے بھی جاتے ہیں۔ بہرحال یہ بات بھی سامنے آئی کہ بعض عہدیدار بھی اپنے فرائض اور دائرہ کار کے بارے میں تفصیل نہیں جانتے اور اپنی ذمہ داریوں کو کماحقہ ادا نہیں کرتے۔

جو باتیں مَیں بیان کرنے لگا ہوں اس میں ایک پہلو تو عقیدے اور اُس کے بارے میں علم سے تعلق رکھتا ہے۔ کیونکہ ہمیں علم ہونا چاہئے کہ ہم کیوں کسی عقیدے پر قائم ہیں اور اسی طرح بعض باتیں جو ہمیں کرنے کے لئے کہا جاتا ہے، جن کی طرف توجہ دلائی جاتی ہے، اُن کے بارے میں بھی علم ہو کہ کیوں ہمیں کہا جاتا ہے اور کیوں یہ ایک احمدی مسلمان کے لئے ضروری ہے؟ اس میں مالی قربانی ہے، اس بارے میں لوگ تفصیل جاننا چاہتے ہیں۔ دوسرے اس تعلق میں عہدیداران کی بعض انتظامی ذمہ داریاں ہیں اُن کو کس طرح نبھانا ہے اور کس حد تک اختیارات ہیں۔ بہرحال اس تعلق میں ان دو باتوں کی طرف مَیں مختصراً توجہ دلاؤں گا۔

پہلی بات تو یہ ہے جو عقیدے سے تعلق رکھتی ہے اور ایک احمدی کے لئے اس کا جاننا ضروری ہے۔ عموماً اس کا بیان تو ہوتا بھی رہتا ہے لیکن اُس توجہ سے نہیں ہوتا یا اس بات کو مدّنظر رکھتے ہوئے نہیں ہوتا کہ ہمارے اپنے لوگوں کی بھی تربیت کی ضرورت ہے۔ عام طور پر یہ سمجھ لیا جاتا ہے کہ ایک پیدائشی احمدی ہے، اُسے علم ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کی غرض کیا ہے اور آپ کو ماننا کیوں ضروری ہے؟ نئے آنے والوں کو تو اس کا اچھی طرح علم ہوتا ہے۔ پڑھ کر تحقیق کر کے آتے ہیں۔ لیکن جیسا کہ میں نے کہا جو اتنے زیادہ ایکٹو (active) نہیں ہیں، اجتماعات پر نہیں آتے، بعض جلسوں پر بھی نہیں آتے اور ہر ملک میں ایسے لوگ موجود ہیں، چاہے تھوڑی تعداد ہو، ایک تعداد ہے جس کی طرف ہمیں فکر سے توجہ دینی چاہئے اور اس کے لئے خدام الاحمدیہ اور لجنہ اماء اللہ کی تنظیموں کو بھی اپنے پروگرام بنا کر اس پر کام کرنے کی زیادہ ضرورت ہے۔ اسی طرح جماعتی نظام بھی ایسے لوگوں کو دھتکارنے کے بجائے یا یہ کہنے کے بجائے کہ ان کی اصلاح نہیں ہو سکتی اُنہیں قریب لانے کی کوشش کرے۔ سوائے اُن کے جو کھل کر کہہ دیتے ہیں کہ میرا تمہارے سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ لیکن ایسے لوگوں کے بارے میں بھی جو جماعت کا main جماعتی نظام، main stream ہے، اُس کو چاہئے کہ ذیلی تنظیموں کو ان لوگوں کی معلومات دے دیں، کیونکہ بعض بڑی عمر کے عہدیداران کے سخت رویے کی وجہ سے بھی لوگ ایسے جواب دے دیتے ہیں۔ ذیلی تنظیمیں ان کے ہم عمر یا کچھ حد تک ہم مزاج لوگوں کے ذریعہ سے اُن کی اصلاح کی طرف توجہ دے سکتی ہیں۔ اور جہاں یہ طریق اپنایا گیا ہے وہاں اللہ تعالیٰ کے فضل سے کامیابی بھی ہوئی ہے۔ بعض جگہ بعض سیکرٹریانِ تربیت ایسے بھی ہیں جنہوں نے تربیت کے لئے ایسے لوگوں کی نفسیات کو سامنے رکھتے ہوئے پروگرام بنائے اور اس کا اچھا اور بڑا خاطر خواہ اثر ہوا۔ بڑی اچھی response ان لوگوں سے ملی۔ بہرحال کوشش یہ ہونی چاہئے کہ ہم نے حتی الوسع ہر احمدی کو ضائع ہونے سے بچانا ہے۔ یہ ہر عہدیدار کی ذمہ داری ہے، ہر مربی کی ذمہ داری ہے اور ہر سطح پر ذیلی تنظیموں اور جماعتی نظام کی ذمہ داری ہے۔

(خطبہ جمعہ 16/ اگست 2013ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

اے مسیح الزماں!

اے مسیح الزماں! اے مسیح الزماں!
تیرے دم سے اجالا ہوا ہے یہاں
ہر طرف تیرگی اور ظلمات تھیں
تیرے آنے سے روشن ہوا ہے جہاں

تُو نے دینِ ہدیٰ کو نمایاں کیا
تو نے شمعِ ہدیٰ کو فروزاں کیا
تو نے قرآں کی عزت کو قائم کیا
تو نے عشقِ محمدؐ کو تاباں کیا

تیرے آنے سے ہم کو خلافت ملی
تجھ کو پانے سے ہم کو صداقت ملی
بکھرے دانے تھے تو نے سمیٹا ہمیں
اے مسیحا ہمیں تجھ سے وحدت ملی

ہم کو تقویٰ کا وجدان بھی مل گیا
ربِ کعبہ کا عرفان بھی مل گیا
جو ثریا پہ ایمان تھا جا چکا
تیرے صدقے وہ ایمان بھی مل گیا

خواجہ عبدالمومن۔ ناروے

ادا ریہ

کتاب تعلیم کی تیاری

قسط 43

کتاب تعلیم کی تیاری کی قسط 43 بوجوہ شائع ہونے سے رہ گئی تھی جو اب یہاں شائع کی جا رہی ہے۔

اس عنوان کے تحت درج ذیل تین عناوین پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات اکٹھے کئے جا رہے ہیں۔

- اللہ تعالیٰ کے حضور ہمارے کیا فرائض ہیں؟
- نفس کے ہم پر کیا حقوق ہیں؟
- بنی نوع کے ہم پر کیا کیا حقوق ہیں؟

اللہ تعالیٰ کے حقوق

نماز کیا ہے؟ یہ ایک خاص دُعا ہے۔ مگر افسوس ہے کہ لوگ اس کو بادشاہوں کا ٹیکس سمجھتے ہیں۔ نادان اتنا نہیں جانتے کہ بھلا خدائے تعالیٰ کو ان باتوں کی کیا حاجت ہے۔ اس کی غناءِ ذاتی کو اس بات کی کیا حاجت ہے کہ انسان دُعا اور تسبیح اور تہلیل میں مصروف ہو۔ بلکہ اس میں انسان کا اپنا ہی فائدہ ہے کہ وہ اس طریق سے اپنے مطلب کو پہنچ جاتا ہے۔

مجھے یہ دیکھ کر بہت افسوس ہوتا ہے کہ آجکل عبادات اور تقویٰ اور دینداری سے محبت نہیں ہے۔ اس کی وجہ ایک عام زہریلا اثر رسم کا ہے۔ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی محبت سرد ہو رہی ہے اور عبادت میں جس قسم کا مزا آنا چاہیئے۔ وہ مزا نہیں آتا۔ دُنیا میں کوئی ایسی چیز نہیں جس میں لذّت اور ایک خاص حظّ اللہ تعالیٰ نے رکھا نہ ہو۔ جس طرح پر ایک مریض ایک عمدہ سے عمدہ خوش ذائقہ چیز کا مزا نہیں اُٹھا سکتا اور وہ اسے بالکل تلخ یا پھیکا سمجھتا ہے اسی طرح سے وہ لوگ جو عبادات الٰہی میں حظ اور لذّت نہیں پاتے ان کو اپنی بیماری کا فکر کرنا چاہیئے۔ کیونکہ جیسا میں نے ابھی کہا ہے دُنیا میں کوئی ایسی چیز نہیں ہے جس میں خدائے تعالیٰ نے کوئی نہ کوئی لذت نہ رکھی ہو۔ اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان کو عبادت کے لئے پیدا کیا تو پھر کیا وجہ ہے کہ اس عبادت میں اس کے لئے ایک لذّت اور سُرور نہ ہو؟ لذّت اور سُرور تو ہے مگر اس سے حظ اُٹھانے والا بھی تو ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ (الذاريات:57)۔ اب انسان جب عبادت ہی کے لئے پیدا ہوا ہے، ضروری ہے کہ عبادت میں لذّت اور سُرور بھی درجہ غایت کا رکھتا ہو۔ اس بات کو ہم اپنے روز مرہ کے مشاہدہ اور تجربہ سے خوب سمجھ سکتے ہیں۔ مثلاً دیکھو اناج اور تمام خوردنی اور نوشیدنی اشیاء انسان کے لئے پیدا کی ہیں تو کیا اُن سے وہ ایک لذّت اور حظ نہیں پاتا ہے؟ کیا اُس ذائقہ اور مزے کے احساس کے لئے اس کے منہ میں زبان موجود نہیں؟ کیا وہ خوبصورت اشیاء کو دیکھ کر نباتات ہوں یا جمادات، حیوانات ہوں یا انسان حظ نہیں پاتا؟ کیا دل خوش کن اور سُریلی آوازوں سے اس کے کان محظوظ نہیں ہوتے؟ پھر کیا کوئی دلیل اَور بھی اس امر کے اثبات کے لئے مطلوب ہے کہ عبادت میں لذّت نہ ہو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے عورت اور مرد کو رغبت دی ہے۔ اب اس میں زبردستی نہیں کی بلکہ ایک لذّت بھی رکھ دی ہے۔ اگر محض توالد و تناسل ہی مقصود بالذات ہوتا تو مطلب پُورا نہ ہوسکتا۔ عورت اور مرد کی برہنگی کی حالت میں اُن کی غیرت قبول نہ کرتی کہ وہ ایک دوسرے کے ساتھ تعلق پیدا کریں۔ مگر اس میں ان کے لئے ایک حظ ہے اور ایک لذّت ہے۔ یہ حظ اور لذّت اس درجہ تک پہنچی ہے کہ بعض کوتاہ اندیش انسان اولاد کی بھی پروا اور خیال نہیں کرتے بلکہ اُن کو صرف حظ ہی سے کام اور غرض ہے۔ خدا تعالیٰ کی علّت غائی بندوں کا پیدا کرنا تھا اور اس سبب کے لئے ایک تعلق عورت اور مرد میں قائم کیا اور ضمناً اس میں ایک حظ رکھ دیا جو اکثر نادانوں کے لئے مقصود بالذات ہو گیا ہے۔

اسی طرح سے خوب سمجھ لو کہ عبادت بھی کوئی بوجھ اور ٹیکس نہیں اس میں بھی ایک لذّت اور سرور ہے۔ اور یہ لذّت اور سرور دُنیا کی تمام لذتوں اور تمام حظوظ نفس سے بالاتر اور بالا تر ہے۔ جیسے عورت اور مرد کے باہم تعلقات میں ایک لذّت ہے اور اس سے وہی بہرہ مند ہوسکتا ہے جو مرد ہے اور اپنے قویٰ صحیح رکھتا ہے۔ ایک نامرد اور مخنّث وہ حظ نہیں پا سکتا اور جیسے ایک مریض کسی عمدہ سے عمدہ خوش ذائقہ غذا کی لذّت سے محروم ہے اسی طرح پر ہاں ٹھیک ایسا ہی وہ کم بخت انسان ہے جو عبادت الٰہی سے لذّت نہیں پا سکتا۔

عورت اور مرد کا جوڑا تو باطل اور عارضی جوڑا ہے۔ میں کہتا ہوں حقیقی ابدی اور لذت مجسم کا جو جوڑا ہے وہ انسان اور خدائے تعالیٰ کا ہے۔ مجھے سخت اضطراب ہوتا ہے اور کبھی کبھی یہ رنج میری جان کو کھانے لگتا ہے کہ ایک دن اگر کسی کو روٹی یا کھانے کا مزا نہ آئے، طبیب کے پاس جاتا اور کیسی کیسی منّتیں اور خوشامدیں کرتا اور روپیہ خرچ کرتا اور دکھ اُٹھاتا ہے کہ وہ مزا حاصل ہو۔ وہ نامرد جو اپنی بیوی سے لذّت حاصل نہیں کر سکتا بعض اوقات گھبرا گھبرا کر خودکشی کے ارادے تک پہنچ جاتا ہے۔ اور اکثر موتیں اس قسم کی ہو جاتی ہیں۔ مگر آہ! وہ مریض دل وہ نامرد کیوں کوشش نہیں کرتا جس کو عبادت میں لذت نہیں آتی۔ اس کی جان کیوں غم سے نڈھال نہیں ہو جاتی؟ دُنیا اور اس کی خوشیوں کے لئے تو کیا کچھ کرتا ہے مگر ابدی اور حقیقی راحتوں کی وہ پیاس اور تڑپ نہیں پاتا کس قدر بے نصیب ہے۔ کیسا ہی محرُوم ہے! عارضی اور فانی لذّتوں کے علاج تلاش کرتا ہے اور پا لیتا ہے۔ کیا یہ ہوسکتا ہے کہ مستقل اور ابدی لذت کے علاج نہ ہوں؟ ہیں اور ضروری ہیں۔ مگر تلاش حق میں مستقل اور پویا قدم درکار ہیں۔ قرآن کریم میں ایک موقع پر اللہ تعالیٰ نے صالحین کی مثال عورتوں سے دی ہے۔ اس میں بھی سِرّ اور بھید ہے۔ ایمان لانے والے کو آسیہ اور مریم سے مثال دی ہے۔ یعنی خدا تعالیٰ مشرکین میں سے مومنوں کو پیدا کرتا ہے۔ بہر حال عورتوں سے مثال دینے میں دراصل ایک لطیف راز کا اظہار ہے۔

یعنی جس طرح عورت اور مرد کا باہم تعلق ہوتا ہے اسی طرح پر عبُودیّت اور ربُوبیّت کا رشتہ ہے۔ اگر عورت اور مرد کی باہم موافقت ہو اور ایک دوسرے پر فریفتہ ہو تو وہ جوڑا ایک مبارک اور مفید ہوتا ہے ورنہ نظامِ خانگی بگڑ جاتا ہے اور مقصود بالذات حاصل نہیں ہوتا ہے۔ مرد اور جگہ خراب ہو کر صدہا قسم کی بیماریاں لے آتے ہیں۔ آتشک سے مجذوم ہو کر دُنیا میں ہی محروم ہو جاتے ہیں۔ اور اگر اولاد ہو بھی جائے تو کئی پُشت تک یہ سلسلہ چلا جاتا ہے اور اُدھر عورت بے حیائی کرتی پھرتی ہے اور عزّت و آبرُو کو ڈبو کر بھی سچّی راحت حاصل نہیں کر سکتی۔ غرض اس جوڑے سے الگ ہو کر کس قدر بدنتائج اور فتنے پیدا ہوتے ہیں۔ اسی طرح پر انسان رُوحانی جوڑے سے الگ ہو کر مجذوم اور مخذول ہو جاتا ہے دُنیاوی جوڑے سے زیادہ رنج و مصائب کا نشانہ بنتا ہے جیسا کہ عورت اور مرد کے جوڑے سے ایک قسم کی بقاء کے لئے حظ ہے اسی طرح پر عبُودیّت اور ربُوبیّت کے جوڑے میں ایک ابدی خدا کے لئے حظ موجود ہے۔ صُوفی کہتے ہیں کہ یہ حظ جس کو نصیب ہو جائے۔ وہ دُنیا اور مافیہا کے تمام حظوظ سے بڑھ کر ترجیح رکھتا ہے۔ اگر ساری عمر میں ایک بار بھی اُس کو معلوم ہو جائے تو وہ اس میں ہی فنا ہو جائے لیکن مشکل تو یہ ہے کہ دُنیا میں ایک بڑی تعداد ایسے لوگوں کی ہے جنہوں نے اس راز کو نہیں سمجھا اور ان کی نمازیں نری ٹکریں ہیں اور اوپرے دل کے ساتھ ایک قسم کی قبض اور تنگی سے صرف نشست و برخاست کے طور پر ہوتی ہے۔

مجھے اَور بھی افسوس ہوتا ہے کہ جب میں یہ دیکھتا ہوں کہ بعض لوگ صرف اس لئے نمازیں پڑھتے ہیں کہ وہ دُنیا میں معتبر اور قابلِ عزّت سمجھے جائیں اور پھر اس نماز سے یہ بات اُن کو حاصل بھی ہو جاتی ہے یعنی وہ نمازی اور پرہیز گار کہلاتے ہیں پھر کیوں ان کو یہ کھا جانے والا غم نہیں لگتا کہ جب جھوٹ موٹ اور بے دلی کی نماز سے ان کو یہ مرتبہ حاصل ہو سکتا ہے تو کیا مخلص بننے سے اُن کو عزّت نہ ملے گی اور کیسی عزت ملے گی۔ غرض میں دیکھتا ہوں کہ لوگ نمازوں میں غافل اور سُست اسی لئے ہوتے ہیں کہ اُن کو اس لذّت اور سُرور سے اطلاع نہیں جو اللہ تعالیٰ نے نماز کے اندر رکھا ہے اور بڑی بھاری وجہ کسل کی یہی ہے۔ پھر شہروں اور گاؤں میں تو اَور بھی سُستی اور غفلت ہوتی ہے۔ سو پچاسواں حصّہ بھی تو پُوری مستعدی اور سچّی محبت سے اپنے مولا حقیقی کے حضور سر نہیں جھکاتے۔ پھر سوال یہی ہوتا ہے کہ کیوں اُن کو اس لذت کی اطلاع نہیں اور نہ کبھی اس مزے کو انہوں نے چکھا۔ اور مذاہب میں ایسے احکام نہیں ہیں۔ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ہم اپنے کاموں میں مبتلا ہوتے ہیں اور مؤذن اذان دے دیتا ہے۔ پھر وہ سُننا بھی نہیں چاہتے۔ گویا اُن کے دل دُکھتے ہیں۔ یہ لوگ بہت ہی قابل رحم ہیں۔ بعض لوگ یہاں بھی ایسے ہیں کہ ان کی دوکانیں دیکھو تو مسجد کے نیچے ہیں مگر کبھی جا کر کھڑے بھی تو نہیں ہوتے۔

پس میں یہی کہنا چاہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ سے نہایت سوز اور ایک جوش کے ساتھ یہ دُعا مانگنی چاہیے کہ جس طرح اور پھلوں اور اشیاء کی طرح طرح کی لذتیں عطا کی ہیں نماز اور عبادت کا بھی ایک بار مزہ چکھا دے۔ کھایا ہوا یاد رہتا ہے۔ دیکھو اگر کوئی شخص کسی خوبصورت کو ایک سُرور کے ساتھ دیکھتا ہے تو وہ اُسے خوب یاد رہتا ہے اور پھر اگر کسی بدشکل اور مکروہ ہیئت کو دیکھتا ہے تو اس کی ساری حالت اس کے بالمقابل مجسم ہو کر

سامنے آ جاتی ہے۔ ہاں اگر کوئی تعلق نہ ہو تو کچھ یاد نہیں رہتا۔ اسی طرح بے نمازوں کے نزدیک نماز ایک تاوان ہے کہ ناحق صبح اُٹھ کر سردی میں وضو کر کے خواب راحت چھوڑ کر اور کئی قسم کی آسائشوں کو چھوڑ کر پڑھنی پڑتی ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ اُسے بیزاری ہے وہ اس کو سمجھ نہیں سکتا۔ اس لذّت اور راحت سے جو نماز میں ہے اس کو اطلاع نہیں ہے۔ پھر نماز میں لذّت کیونکر حاصل ہو۔

میں دیکھتا ہوں کہ ایک شرابی اور نشہ باز انسان کو جب سرور نہیں آتا تو وہ پے در پے پیالے پیتا جاتا ہے یہاں تک کہ اس کو ایک قسم کا نشہ آ جاتا ہے۔ دانشمند اور زیرک انسان اس سے فائدہ اُٹھا سکتا ہے اور وہ یہ کہ نماز پر دوام کرے اور پڑھتا جاوے یہانتک کہ اس کو سُرور آ جاوے اور جیسے شرابی کے ذہن میں ایک لذّت ہوتی ہے جس کا حاصل کرنا اس کا مقصود بالذات ہوتا ہے اسی طرح سے ذہن میں اور ساری طاقتوں کا رجحان نماز میں اسی سرور کو حاصل کرنا ہو اور پھر ایک خلوص اور جوش کے ساتھ کم از کم اس نشہ باز کے اضطراب اور قلق و کرب کی مانند ہی ایک دعا پیدا ہو کر وہ لذّت حاصل ہو تو میں کہتا ہوں اور سچ کہتا ہوں کہ یقیناً یقیناً وہ لذّت حاصل ہو جائے گی۔ پھر نماز پڑھتے وقت ان مفاد کا حاصل کرنا بھی ملحوظ ہو جو اُس سے ہوتے ہیں اور احسان پیش نظر رہے۔ اِنَّ الۡحَسَنٰتِ یُذۡہِبۡنَ السَّیِّاٰتِ (ھود:115)۔ نیکیاں بدیوں کو زائل کر دیتی ہیں۔ پس ان حسنات کو اور لذات کو دل میں رکھ کر دُعا کرے کہ وہ نماز جو صدیقوں اور محسنوں کی ہے وہ نصیب کرے۔

(ملفوظات جلد نہم صفحہ 3-8 ایڈیشن 1984ء)

نفس کے حقوق

اس جماعت کو تیار کرنے سے غرض یہی ہے کہ زبان، کان، آنکھ اور ہر ایک عضو میں تقویٰ سرایت کر جاوے۔ تقویٰ کا نُور اس کے اندر اور باہر ہو۔ اخلاق حسنہ کا اعلیٰ نمونہ ہو۔ اور بیجا غصّہ اور غضب وغیرہ بالکل نہ ہو۔ مَیں نے دیکھا ہے کہ جماعت کے اکثر لوگوں میں غصّہ کا نقص اب تک موجود ہے تھوڑی تھوڑی سی بات پر کینہ اور بُغض پیدا ہو جاتا ہے۔ اور آپس میں لڑ جھگڑ پڑتے ہیں۔ ایسے لوگوں کا جماعت میں سے کچھ حصہ نہیں ہوتا۔ اور مَیں نہیں سمجھ سکتا کہ اس میں کیا دقّت پیش آتی ہے کہ اگر کوئی گالی دے تو دوسرا چُپ کر رہے اور اس کا جواب نہ دے۔ ہر ایک جماعت کی اصلاح اوّل اخلاق سے شروع ہوا کرتی ہے۔ چاہیئے کہ ابتدا میں صبر سے تربیت میں ترقی کرے اور سب سے عمدہ ترکیب یہ ہے کہ اگر کوئی بد گوئی کرے تو اس کے لئے درد دل سے دُعا کرے کہ اللہ تعالیٰ اس کی اصلاح کر دیوے۔ اور دل میں کینہ کو ہرگز نہ بڑھاوے۔ جیسے دنیا کے قانون ہیں ویسے خدا کا بھی قانون ہے جب دنیا اپنے قانون کو نہیں چھوڑتی تو اللہ تعالیٰ اپنے قانون کو کیسے چھوڑے۔ پس جب تک تبدیلی نہ ہو گی تب تک تمہاری قدر اس کے نزدیک کچھ نہیں۔ خدا تعالیٰ ہرگز پسند نہیں کرتا کہ حلم اور صبر اور عفو جو کہ عمدہ صفات ہیں ان کی جگہ درندگی ہو۔ اگر تم ان صفات حسنہ میں ترقی کرو گے تو بہت جلد خدا تک پہنچ جاؤ گے۔ لیکن مجھے افسوس ہے کہ جماعت کا ایک حصّہ ابھی تک ان اخلاق میں کمزور ہے۔ ان باتوں سے صرف شماتت اعداء ہی نہیں ہے بلکہ ایسے لوگ خود بھی قرب کے مقام سے گرائے جاتے ہیں۔

یہ سچ ہے کہ سب انسان ایک مزاج کے نہیں ہوتے۔ اسی لئے قرآن شریف میں آیا ہے۔ کُلٌّ یَّعۡمَلُ عَلٰی شَاکِلَتِہٖ (بنی اسرائیل:85)۔ بعض آدمی ایک قسم کے اخلاق میں اگر عمدہ ہیں تو دوسری قسم میں کمزور۔ اگر ایک خُلق کا رنگ اچھا ہے تو دوسرے کا بُرا۔ لیکن تاہم اس سے یہ لازم نہیں آتا۔ کہ اصلاح ناممکن ہے۔

خُلق سے ہماری مراد شیریں کلامی ہی نہیں بلکہ خَلق اور خُلق دو الفاظ ہیں۔ آنکھ، کان، ناک وغیرہ جس قدر اعضاء ظاہری ہیں جن سے انسان کو حسین وغیرہ کہا جاتا ہے۔ یہ سب خَلق کہلاتے ہیں اور اس کے مقابل پر باطنی قویٰ کا نام خُلق ہے۔ مثلاً عقل، فہم، شجاعت، عفت، صبر وغیرہ اس قسم کے جس قدر قویٰ سرشت میں ہوتے ہیں وہ سب اسی میں داخل ہیں اور خُلق کو خَلق پر اس لئے ترجیح ہے کہ خَلق یعنی ظاہری جسمانی اعضاء میں اگر کسی قسم کا نقص ہو تو وہ ناقابل علاج ہوتا ہے۔ مثلاً ہاتھ اگر چھوٹا پیدا ہوا ہے تو اس کو بڑا نہیں کر سکتا۔ لیکن خُلق میں اگر کوئی کمی بیشی ہو تو اس کی اصلاح ہو سکتی ہے۔

ذکر کرتے ہیں کہ افلاطون کو علم فراست میں بہت دخل تھا اور اس کے دروازہ پر ایک دربان مقرر کیا ہوا تھا۔ جسے حکم تھا کہ جب کوئی شخص ملاقات کو آوے تو اوّل اس کا حلیہ بیان کرو۔ اس حلیہ کے ذریعہ وہ اس کے اخلاق کا حال معلوم کر کے پھر اگر قابلِ ملاقات سمجھتا تو ملاقات کرتا ورنہ ردّ کر دیتا۔ ایک دفعہ ایک شخص اس کی ملاقات کو آیا۔ دربان نے اطلاع دی۔ اس کے نقوش کا حال سُنکر افلاطون نے ملاقات سے انکار کر دیا۔ اس پر اس شخص نے کہلا بھیجا کہ افلاطون سے کہدو کہ جو کچھ تم نے سمجھا ہے بالکل درست ہے۔ مگر میں نے قوت مجاہدہ سے اپنے اخلاق کی اصلاح کر لی ہے۔ اس پر افلاطون نے ملاقات کی اجازت دے دی۔ پس خُلق ایسی شئے ہے جس میں تبدیلی ہو سکتی ہے۔ اگر تبدیلی نہ ہو سکتی تو یہ ظلم تھا۔ لیکن دعا اور عمل سے کام لو گے۔ تب اس تبدیلی پر قادر ہو سکو گے۔ عمل اس طرح سے کہ اگر کوئی شخص مُمسک ہے تو وہ قدرے قدرے خرچ کرنے کی عادت ڈالے اور نفس پر جبر کرے۔ آخر کچھ عرصہ کے بعد نفس میں ایک تغیر عظیم دیکھ لے گا اور اس کی عادت امساک کی دُور ہو جاوے گی۔ اخلاق کی کمزوری بھی ایک دیوار ہے جو خدا اور بندے کے درمیان حائل ہو جاتی ہے۔

(ملفوظات جلد ہفتم صفحہ 127-129 ایڈیشن 1984ء)

بنی نوع کے حقوق

آج کل زمانہ بہت خراب ہو رہا ہے۔ قسم قسم کا شرک بدعت اور کئی خرابیاں پیدا ہو گئی ہیں۔ بیعت کے وقت جو اقرار کیا جاتا ہے کہ دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا۔ یہ اقرار خدا کے سامنے اقرار ہے۔ اب چاہیئے کہ اس پر موت تک خوب قائم رہے ورنہ سمجھو کہ بیعت نہیں کی اور اگر قائم ہو گے تو اللہ تعالیٰ دین و دنیا میں برکت دے گا۔ اپنے اللہ کے منشا کے مطابق پورا تقویٰ اختیار کرو۔ زمانہ نازک ہے۔ قہر الٰہی نمودار ہو رہا ہے جو اللہ تعالیٰ کی مرضی کے موافق اپنے آپ کو بنالیگا۔ وہ اپنی جان اور اپنی آل و اولاد پر رحم کرے گا۔

دیکھو انسان روٹی کھاتا ہے۔ جب تک سیری کے موافق پوری مقدار نہ کھالے تو اُس کی بھوک نہیں جاتی۔ اگر وہ ایک بھورہ روٹی کا کھا لیوے تو کیا وہ بُھوک سے نجات پائے گا؟ ہرگز نہیں۔ اور اگر وہ ایک قطرہ پانی کا اپنے حلق میں ڈالے تو وہ قطرہ اُسے ہرگز نہ بچا سکے گا بلکہ باوجود اس قطرہ کے وہ مرے گا۔ حفظ جان کے واسطے وہ قدر محتاط جس سے زندہ رہ سکتا ہے جب تک نہ کھالے اور نہ پیوے نہیں بچ سکتا۔ یہی حال انسان کی دینداری کا ہے۔ جبتک اس کی دینداری اس حد تک نہ ہو کہ سیری ہو بچ نہیں سکتا۔ دینداری، تقویٰ، خدا کے احکام کی اطاعت کو اس حد تک کرنا چاہیئے جیسے روٹی اور پانی کو اس حد تک کھاتے اور پیتے ہیں جس سے بھوک اور پیاس چلی جاتی ہے۔

خوب یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ خدا تعالیٰ کی بعض باتوں کو نہ ماننا اس کی سب باتوں کو ہی چھوڑنا ہوتا ہے۔ اگر ایک حصّہ شیطان کا ہے اور ایک اللہ کا تو اللہ تعالیٰ حصہ داری کو پسند نہیں کرتا۔ یہ سلسلہ اس کا اسی لئے ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کی طرف آوے۔ اگرچہ خدا کی طرف آنا بہت مشکل ہوتا ہے اور ایک قسم کی موت ہے مگر آخر زندگی بھی اسی میں ہے۔ جو اپنے اندر سے شیطانی حصہ نکال کر پھینک دیتا ہے۔ وہ مبارک انسان ہوتا ہے اور اس کے گھر اور نفس اور شہر سب جگہ اس کی برکت پہنچتی ہے لیکن اگر اس کے حصہ میں ہی تھوڑا آیا ہے تو وہ برکت نہ ہو گی جب تک بیعت کا اقرار عملی طور پر نہ ہو۔ بیعت کچھ چیز نہیں ہے۔ جس طرح سے ایک انسان کے آگے تم بہت سی باتیں زبان سے کرو مگر عملی طور پر کچھ بھی نہ کرو تو وہ خوش نہ ہو گا۔ اسی طرح خدا کا معاملہ ہے وہ سب غیرت مندوں سے زیادہ غیرت مند ہے کیا ہو سکتا ہے کہ ایک تو تم اس کی اطاعت کرو و پھر ادھر اس کے دشمنوں کی بھی اطاعت کرو اس کا نام تو نفاق ہے۔ انسان کو چاہیئے کہ اس مرحلہ میں زید و بکر کی پرواہ نہ کرے۔ مرتے دم تک اس پر قائم رہو۔

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 75-76 ایڈیشن 1984ء)

(ترتیب و کمپوز: عنبرین نعیم)

پاکستان، الجزائر اور افغانستان کے احمدیوں کے لئے دعا کی تحریک

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ نے اپنے خطبہ جمعہ بیان فرمودہ 3 جون 2022ء میں دعا کی تحریک کرتے ہوئے فرمایا:

اس وقت میں پاکستان کے لئے دعا کے لئے بھی کہنا چاہتا ہوں۔ احمدیوں کے لئے خاص طور پر دعا کریں۔ حالات عمومی طور پر جو بگڑ رہے ہیں وہ تو ہیں پاکستان کے۔ احمدیوں کی طرف بھی ایسے حالات میں پھر ان کی توجہ ہو جاتی ہے۔ مخالفت بڑھ رہی ہے۔ پرانی قبریں اکھیڑنے کی طرف سے بھی انہوں نے گریز نہیں کیا۔ انتہائی بدطینت قسم کے لوگ ہی۔ اللہ تعالیٰ ان کی پکڑ کرے۔ اسی طرح الجزائر کے احمدیوں کے لئے بھی دعا کریں۔ وہ بھی آج کل مشکلات میں گرفتار ہیں۔ افغانستان کے احمدیوں کے لئے بھی دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ سب پر اپنا فضل نازل فرمائے۔ آمین

صبیحہ محمود۔ جرمنی

احکام خداوندی

اللہ کے احکام کی حفاظت کرو (الحدیث)

قسط 45

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

’’جو شخص قرآن کے سات سو حکم میں سے ایک چھوٹے سے حکم کو بھی ٹالتا ہے وہ نجات کا دروازہ اپنے ہاتھ سے بند کرتا ہے۔‘‘

(کشتی نوح)

پردہ (حصہ 1)

’’اسلامی پردہ سے یہ ہرگز مراد نہیں کہ عورت جیل خانہ کی طرح بند رکھی جائے۔ قرآن شریف کا مطلب یہ ہے کہ عورتیں ستر کریں۔ وہ غیر مرد کو نہ دیکھیں۔ جن عورتوں کو باہر جانے کی ضرورت تمدنی امور کے لئے پڑے۔ اُن کو گھر سے باہر نکلنا منع نہیں ہے وہ بے شک جائیں لیکن نظر کا پردہ ضروری ہے۔‘‘

(حضرت مسیح موعودؑ)

غضِ بصر کا حکم

•قُلۡ لِّلۡمُؤۡمِنِیۡنَ یَغُضُّوۡا مِنۡ اَبۡصَارِہِمۡ

(النور:31)

مومنوں کو کہہ دے کہ اپنی آنکھیں نیچی رکھا کریں۔

•وَقُلۡ لِّلۡمُؤۡمِنٰتِ یَغۡضُضۡنَ مِنۡ اَبۡصَارِہِنَّ

(النور:32)

اور مومن عورتوں سے کہہ دے کہ وہ اپنی آنکھیں نیچی رکھا کریں۔

شرم گاہوں کی حفاظت کرنے کا حکم

•وَیَحۡفَظُوۡا فُرُوۡجَہُمۡ (النور:31)

اور (وہ مرد) اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کیا کریں۔

•وَیَحۡفَظۡنَ فُرُوۡجَہُنَّ (النور:32)

اور (وہ عورتیں) اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں۔

عورتیں گھر سے باہر نکلتے وقت پردہ کریں

•یٰۤاَیُّہَا النَّبِیُّ قُلۡ لِّاَزۡوَاجِکَ وَبَنٰتِکَ وَنِسَآءِ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ یُدۡنِیۡنَ عَلَیۡہِنَّ مِنۡ جَلَابِیۡبِہِنَّ ؕ ذٰلِکَ اَدۡنٰۤی اَنۡ یُّعۡرَفۡنَ فَلَا یُؤۡذَیۡنَ ؕ وَکَانَ اللّٰہُ غَفُوۡرًا رَّحِیۡمًا

(الاحزاب:60)

اے نبی! تُو اپنی بیویوں اور اپنی بیٹیوں اور مومنوں کی عورتوں سے کہہ دے کہ وہ اپنی چادروں کو اپنے اوپر جھکا دیا کریں۔ یہ اس بات کے زیادہ قریب ہے کہ وہ پہچانی جائیں اور انہیں تکلیف نہ دی جائے اور اللہ بہت بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

عورتیں اپنی زینتیں ظاہر نہ کریں

•وَلَا یُبۡدِیۡنَ زِیۡنَتَہُنَّ اِلَّا لِبُعُوۡلَتِہِنَّ اَوۡ اٰبَآئِہِنَّ اَوۡ اٰبَآءِ بُعُوۡلَتِہِنَّ اَوۡ اَبۡنَآئِہِنَّ اَوۡ اَبۡنَآءِ بُعُوۡلَتِہِنَّ اَوۡ اِخۡوَانِہِنَّ اَوۡ بَنِیۡۤ اِخۡوَانِہِنَّ اَوۡ بَنِیۡۤ اَخَوٰتِہِنَّ اَوۡ نِسَآئِہِنَّ اَوۡ مَا مَلَکَتۡ اَیۡمَانُہُنَّ اَوِ التّٰبِعِیۡنَ غَیۡرِ اُولِی الۡاِرۡبَۃِ مِنَ الرِّجَالِ اَوِ الطِّفۡلِ الَّذِیۡنَ لَمۡ یَظۡہَرُوۡا عَلٰی عَوۡرٰتِ النِّسَآءِ ۪ وَلَا یَضۡرِبۡنَ بِاَرۡجُلِہِنَّ لِیُعۡلَمَ مَا یُخۡفِیۡنَ مِنۡ زِیۡنَتِہِنَّ ؕ وَتُوۡبُوۡۤا اِلَی اللّٰہِ جَمِیۡعًا اَیُّہَ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ لَعَلَّکُمۡ تُفۡلِحُوۡنَ

(النور:32)

اور اپنی زینت ظاہر نہ کیا کریں سوائے اس کے کہ جو اس میں سے ازخود ظاہر ہو۔ اور اپنے گریبانوں پر اپنی اوڑھنیاں ڈال لیا کریں۔ اور اپنی زینتیں ظاہر نہ کیا کریں مگر اپنے خاوندوں کے لئے یا اپنے باپوں یا اپنے خاوندوں کے باپوں یا اپنے بیٹوں کے لئے یا اپنے خاوندوں کے بیٹوں کے لئے یا اپنے بھائیوں یا اپنے بھائیوں کے بیٹوں یا اپنی بہنوں کے بیٹوں یا اپنی عورتوں یا اپنے زیرنگیں مردوں کے لئے یا مردوں میں ایسے خادموں کے لئے جو کوئی (جنسی) حاجت نہیں رکھتے یا ایسے بچوں کے لئے جو عورتوں کی پردہ دار جگہوں سے بے خبر ہیں۔ اور وہ اپنے پاؤں اس طرح نہ ماریں کہ (لوگوں پر) وہ ظاہر کر دیا جائے جو (عورتیں عموماً) اپنی زینت میں سے چھپاتی ہیں۔ اور اے مومنو! تم سب کے سب اللہ کی طرف توبہ کرتے ہوئے جھکو تا کہ تم کامیاب ہو جاؤ۔

(نوٹ: اس آیت میں عورتوں کے پردہ کے متعلق درج ذیل احکام موجود ہیں۔)

1-اپنی زینت ظاہر نہ کیا کریں سوائے اس کے جو از خود ظاہر ہو جائے۔

2-اپنے گریبان پر اپنی اوڑھنیاں ڈال لیا کریں۔

3-اپنی زینتیں ظاہر نہ کریں ماسوائے

- اپنے خاوندوں کے لئے
- اپنے باپوں کے لئے
- اپنے خاوندوں کے باپوں کے لئے
- اپنے بیٹوں کے لئے
- اپنے خاوندوں کے بیٹوں کے لئے
- اپنے بھائیوں کے لئے
- اپنے بھائیوں کے بیٹوں کے لئے
- اپنی بہنوں کے بیٹوں کے لئے
- اپنی ہم کفو عورتوں کے لئے (عورتوں کو بعض قسم کی عورتوں سے پردہ کرنے کا حکم)
- اپنے زیرنگیں مردوں کے لئے
- مردوں میں ایسے خادموں کے لئے جو کوئی (جنسی) حاجت نہیں رکھتے
- ایسے بچوں کے لئے جن کو ابھی عورتوں کے خاص تعلقات کا علم حاصل نہیں ہوا

4-اپنے پاؤں (زور سے زمین پر) اس لئے نہ مارا کریں کہ وہ چیز ظاہر ہو جائے۔ جس کو وہ اپنی زینت سے چھپا رہی ہیں۔

5-اے مومنو! اللہ کی طرف رجوع کرو۔

زیب و زینت حرام نہیں ہیں

•قُلۡ مَنۡ حَرَّمَ زِیۡنَۃَ اللّٰہِ الَّتِیۡۤ اَخۡرَجَ لِعِبَادِہٖ وَالطَّیِّبٰتِ مِنَ الرِّزۡقِ ؕ قُلۡ ہِیَ لِلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا فِی الۡحَیٰوۃِ الدُّنۡیَا خَالِصَۃً یَّوۡمَ الۡقِیٰمَۃِ ؕ کَذٰلِکَ نُفَصِّلُ الۡاٰیٰتِ لِقَوۡمٍ یَّعۡلَمُوۡنَ

(الاعراف:33)

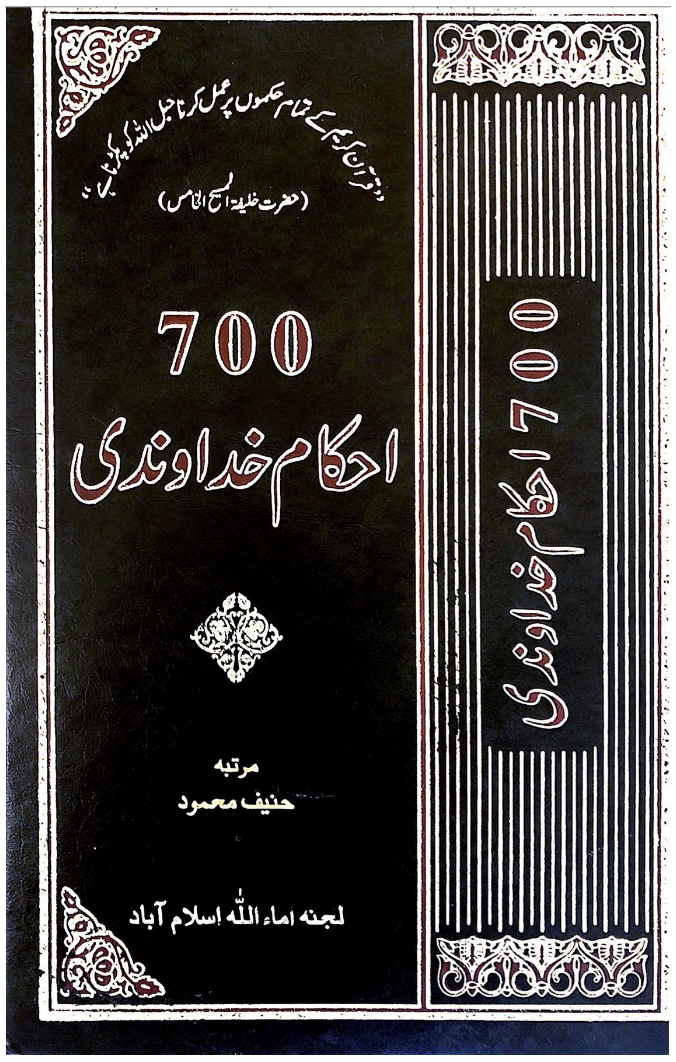

تو پوچھ کہ اللہ کی (پیدا کردہ) زینت کس نے حرام کی ہے جو اس نے اپنے بندوں کے لئے نکالی ہے۔ اور رزق میں سے پاکیزہ چیزیں بھی۔ تُو کہہ دے کہ یہ اس دنیا کی زندگی میں بھی ان کے لئے ہیں جو ایمان لائے (اور) قیامت کے دن تو خالصۃً (بلاشرکتِ غیرے صرف انہی کے لئے ہوں گی)۔ اسی طرح ہم نشانات کھول کھول کر بیان کرتے ہیں ایسے لوگوں کے لئے جو علم رکھتے ہیں۔

زیرنگیں اور نابالغ بچے تین اوقات میں تمہاری خوابگاہوں میں اجازت لے کر داخل ہوں

•یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لِیَسۡتَاۡذِنۡکُمُ الَّذِیۡنَ مَلَکَتۡ اَیۡمَانُکُمۡ وَالَّذِیۡنَ لَمۡ یَبۡلُغُوا الۡحُلُمَ مِنۡکُمۡ ثَلٰثَ مَرّٰتٍ ؕ مِنۡ قَبۡلِ صَلٰوۃِ الۡفَجۡرِ وَحِیۡنَ تَضَعُوۡنَ ثِیَابَکُمۡ مِّنَ الظَّہِیۡرَۃِ وَمِنۡۢ بَعۡدِ صَلٰوۃِ الۡعِشَآءِ ؕ۟ ثَلٰثُ عَوۡرٰتٍ لَّکُمۡ ؕ لَیۡسَ عَلَیۡکُمۡ وَلَا عَلَیۡہِمۡ جُنَاحٌۢ بَعۡدَہُنَّ

(النور:59)

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! تم میں سے وہ جو تمہارے زیرنگیں ہیں اور وہ جو تم میں سے ابھی بالغ نہیں ہوئے، چاہئے کہ وہ تین اوقات میں (تمہاری خوابگاہوں میں داخل ہونے سے پہلے) تم سے اجازت لیا کریں۔ صبح کی نماز سے قبل اور اس وقت جب تم قیلولے کے وقت (زائد) کپڑے اتار دیتے ہو اور عشاء کی نماز کے بعد۔ یہ تین تمہارے پردے کے اوقات ہیں۔ ان کے علاوہ (بغیر اجازت آنے جانے پر) نہ تم پر کوئی گناہ ہے نہ اُن پر۔

بالغ بچے دوسروں کی طرح اجازت لیا کریں

وَاِذَا بَلَغَ الۡاَطۡفَالُ مِنۡکُمُ الۡحُلُمَ فَلۡیَسۡتَاۡذِنُوۡا کَمَا اسۡتَاۡذَنَ الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِہِمۡ

(النور:60)

اور جب تم میں سے بچے بلوغت کو پہنچ جائیں تو اسی طرح اجازت لیا کریں جس طرح اُن سے پہلے لوگ اجازت لیتے رہے۔

(700 احکام خداوندی از حنیف احمد محمود صفحہ 359-353)

حسنیٰ مقبول احمد۔امریکہ

دعا، ربوبیت اور عبودیت کا ایک کامل رشتہ ہے (مسیح موعودؑ)

قسط 36

دعا جیسی پاک صاف شرک سے خالی کوئی توجہ نہیں

یاد رکھو کہ دعا جیسی پاک صاف شرک سے خالی کوئی توجہ نہیں۔ دوسری قسم کی توجہوں میں انسان کا بھروسہ اشیاء پر ہوتا ہے۔ جب قبلہ حقیقی کی طرف توجہ نہ ہو تو پھر بے فائدہ ہے۔

(ملفوظات جلد7صفحہ 366 ایڈیشن 1984ء)

اُرِیْدُ مَا تُرِیْدُوْنَ

... رات یہ وحی ہوئی۔ اُرِیْدُ مَا تُرِیْدُوْنَ۔ میں ارادہ کرتا ہوں جو تم ارادہ کرتے ہو۔ چونکہ ہمارے ارادے دوستوں کے واسطے مشترک ہیں جن کے لئے ہم دعائیں کرتے ہیں اس واسطے اس میں سب کے واسطے بشارت ہے۔ یہ وحی قبولیت دعا کی طرف اشارہ کرتی ہے۔یعنی تمہارے ارادے کے موافق ہمارا ارادہ ہے۔حضرت مولوی نورالدین صاحب نے عرض کی کہ یہ قرآن شریف کی اس وحی کے مطابق ہے کہ اَیۡنَمَا تُوَلُّوۡا فَثَمَّ وَجۡہُ اللّٰہِ (البقرہ:116)

... آپ بھی اس وقت دعا کیا کریں۔ ایک تو رات کے تین بجے تہجد کے واسطے خوب وقت ہوتا ہے۔کوئی کیسا ہی ہوتین بجے اٹھنے میں اس کے لئے ہرج نہیں۔ اور پھر جب اچھی طرح سورج چمک اٹھے تو اس وقت ہم بیت الدعا میں بیٹھتے ہیں۔ یہ دونو وقت قبولیت کے ہیں۔ نماز میں تکلیف نہیں۔ سادگی کے ساتھ اپنی زبان میں اللہ تعالیٰ کے حضور میں دعا کرے۔

ایک مرتبہ میں نے خیال کیا کہ صلوٰۃ میں اور دعا میں کیا فرق ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ اَلصَّلٰوۃُ ھِیَ الدُّعَآءُ۔ اَلصَّلٰوۃُ مُخُّ الْعِبَادَۃِ یعنی نماز ہی دعا ہے۔نماز عبادت کا مغز ہے۔جب انسان کی دعا محض دنیوی امور کے لئے ہو تو اس کا نام صلوٰۃ نہیں۔لیکن جب انسان خدا کو ملنا چاہتا ہے اور اس کی رضا کو مدنظر رکھتا ہے اور ادب انکسار تواضع اور نہایت محویت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حضور میں کھڑا ہو کر اس کی رضا کا طالب ہوتا ہے۔تب وہ صلوٰۃ میں ہوتا ہے۔ اصل حقیقت دعا کی وہ ہے جس کے ذریعہ سے خدا اور انسان کے درمیان رابطہ تعلق بڑھے یہی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کا ذریعہ ہوتی ہے اور انسان کو نامعقول باتوں سے ہٹاتی ہے۔اصل بات یہی ہے کہ انسان رضائے الٰہی کو حاصل کرے۔ اس کے بعد روا ہے کہ انسان اپنی دنیوی ضروریات کے واسطے بھی دعا کرے۔ یہ اس واسطے روا رکھا گیا ہے کہ دنیوی مشکلات بعض دفعہ دینی معاملات میں حارج ہو جاتے ہیں۔... خامی اور کچ پنے کے زمانہ میں یہ امور ٹھوکر کا موجب بن جاتے ہیں۔صلوٰۃ کا لفظ پرسوز معنے پر دلالت کرتا ہے جیسے آگ سے سوزش پیدا ہوتی ہے۔ ویسی ہی گدازش دعا میں پیدا ہونی چاہیئے جب ایسی حالت کو پہنچ جائے جیسے موت کی حالت ہوتی ہے تب اس کا نام صلوٰۃ ہوتا ہے۔

(ملفوظات جلد7صفحہ 368-367 ایڈیشن 1984ء)

استجابت دعا کا ایک وقت ہوتا ہے

ادھر کی جاتی ہے اور ادھر جواب ملتا ہے۔ اس سے بڑھ کر اور کیا راحت ہوسکتی ہے اور یہ مابہ الامتیاز امر ہوتا ہے جو مامورین اور دوسروں میں رکھ دیا جاتا ہے۔

...استجابت کا ایک وقت ہوتا ہے۔ انسان کو بعض وقت ایک ہی سمت مقصود ہوتی ہے مگر خدا تعالیٰ مومن کیلئے دنیا اور آخرت میں سنوار چاہتا ہے۔ اس لئے بعض وقت ابتلا آجاتے ہیں جو بالآخر بابرکت ہوتے ہیں۔ بعض انسانی کمزوریوں کا علاج یہ مصائب ہوتے ہیں۔ انسان میں بیشک بعض کمزوریاں ایسی ہوتی ہیں جن کو یہ سمجھ نہیں سکتا لیکن میری دعائیں ایسی ہوتی ہیں کہ محل قبولیت تک پہنچتی ہیں وقت شرط ہے۔

(ملفوظات جلد7صفحہ 372 ایڈیشن 1984ء)

انسان کی دعائیں ایک حرارت ایمانی پیدا کرتی ہیں

جس طرح بہت دھوپ کے ساتھ آسمان پر بادل جمع ہوجاتے ہیں اور بارش کا وقت آجاتا ہے۔ ایسا ہی انسان کی دعائیں ایک حرارت ایمانی پیدا کرتی ہیں اور پھر کام بن جاتا ہے۔ نماز وہ ہے جس میں سوزش اور گدازش کے ساتھ اور آداب کے ساتھ انسان خدا تعالیٰ کے حضور میں کھڑا ہوتا ہے۔ جب انسان بندہ ہو کر لاپرواہی کرتا ہے تو خدا کی ذات بھی غنی ہے۔ ہر ایک امت اس وقت تک قائم رہتی ہے جب تک اس میں توجہ الی اللہ قائم رہتی ہے۔ ایمان کی جڑ بھی نماز ہے۔ بعض بیوقوف کہتے ہیں کہ خدا کو ہماری نمازوں کی کیا حاجت ہے۔ اے نادانو۔ خدا کو حاجت نہیں مگر تم کو تو حاجت ہے کہ خدا تعالیٰ تمہاری طرف توجہ کرے۔ خدا کی توجہ سے بگڑے ہوئے کام سب درست ہوجاتے ہیں۔ نماز ہزاروں خطاؤں کو دور کر دیتی ہے اور ذریعہ حصول قرب الٰہی ہے۔

(ملفوظات جلد7صفحہ 378 ایڈیشن 1984ء)

روحانی گدازش

روزہ اور نماز ہر دو عبادتیں ہیں۔ روزے کا زور جسم پر ہے اور نماز کا زور روح پر ہے نماز سے ایک سوزوگداز پیدا ہوتا ہے۔ اس واسطے وہ افضل ہے۔ روزے سے کشوف پیدا ہوتے ہیں مگر یہ کیفیت بعض دفعہ جوگیوں میں بھی پیدا ہوسکتی ہے لیکن روحانی گدازش جو دعاؤں سے پیدا ہوتی ہے۔ اس میں کوئی شامل نہیں۔

(ملفوظات جلد7صفحہ 379 ایڈیشن 1984ء)

ہمارا ہتھیار صرف دعا ہے

عمدہ انسان وہ ہے جو خدا تعالیٰ کی مرضی کے مطابق چلے۔ ایسا انسان ایک بھی ہو تو اس کی خاطرضرورت پڑنے پر خدا تعالیٰ ساری دنیا کو بھی غرق کر دیتا ہے لیکن اگر ظاہر کچھ اَور ہو اور باطن کچھ اَور تو ایسا انسان منافق ہے اور منافق کافر سے بدتر ہے سب سے پہلے دلوں کی تطہیر کرو۔ مجھے سب سے زیادہ اس بات کا خوف ہے۔ ہم نہ تلوار سے جیت سکتے ہیں اور نہ کسی اَور قوت سے۔ ہمارا ہتھیار صرف دعا ہے اور دلوں کی پاکیزگی۔ اگر ہم اپنے آپ کو درست نہ کریں گے تو ہم سب سے پہلے ہلاک ہوں گے۔

(ملفوظات جلد7صفحہ 386ایڈیشن 1984ء)

قبولیت دعا حق ہے

قبولیت دعا حق ہے لیکن دعا نے کبھی سلسلہ موت فوت کو بند نہیں کر دیا۔ تمام انبیاء کے زمانہ میں یہی حال ہوتا رہا ہے۔ وہ لوگ بڑے نادان ہیں جو اپنے ایمان کو اس شرط سے مشروط کرتے ہیں کہ ہماری دعا قبول ہو اور ہماری خواہش پوری ہو۔ ایسے لوگوں کے متعلق قرآن شریف میں آیا ہے وَمِنَ النَّاسِ مَنۡ یَّعۡبُدُ اللّٰہَ عَلٰی حَرۡفٍ ۚ فَاِنۡ اَصَابَہٗ خَیۡرُۨ اطۡمَاَنَّ بِہٖ ۚ وَاِنۡ اَصَابَتۡہُ فِتۡنَۃُۨ انۡقَلَبَ عَلٰی وَجۡہِہٖ ۚ۟ خَسِرَ الدُّنۡیَا وَالۡاٰخِرَۃَ ؕ ذٰلِکَ ہُوَ الۡخُسۡرَانُ الۡمُبِیۡنُ (الحج:12) بعض لوگ ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت ایک کنارے پر کھڑے ہو کر کرتے ہیں۔ اگر اس کو بھلائی پہنچے تو اس کو اطمینان ہوجاتا ہے اور اگر کوئی فتنہ پہنچے تو منہ پھیر لیتا ہے۔ ایسے لوگوں کو دنیا اور آخرت کا نقصان ہے اور یہ نقصان ظاہر ہے۔

صحابہ بھی بیوی بچوں والے تھے اور سلسلہ بیماری اور موت فوت کا بھی ان کے درمیان جاری تھا۔ لیکن ان میں ہم کوئی ایسی شکایت نہیں سنتے جیسے کہ اس زمانہ کے بعض نادان شکایت کرتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ صحابہ دنیا کی محبت کو طلاق دے چکے تھے۔ وہ ہروقت مرنے کے لئے تیار تھے تو پھر بیوی بچوں کی ان کو کیا پرواہ تھی۔ وہ ایسے امور کے واسطے کبھی دعائیں نہ کرواتے تھے اور اسی واسطے ان میں کبھی ایسی شکائتیں بھی نہ پیدا ہوتی تھیں۔ وہ دین کی راہ میں اپنے آپ کو قربان کر چکے ہوئے تھے۔

(ملفوظات جلد7صفحہ 390 ایڈیشن 1984ء)

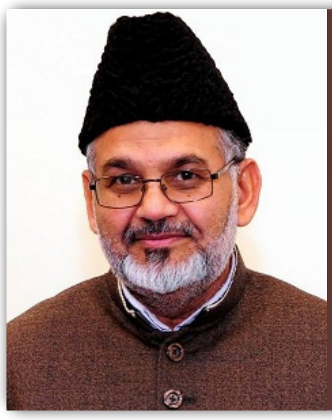

مولانا سید شمشاد احمد ناصر۔ امریکہ

تبلیغ میں پریس اور میڈیا سے کس طرح کام لیا جاسکتا ہے

ذاتی تجربات کی روشنی میں

قسط 51

ویسٹ سائڈ سٹوری نیوز پیپر

ویسٹ سائڈ سٹوری نیوز پیپر کی 21 اکتوبر 2010ء کی اشاعت میں ہمارا ایک اشتہار شائع ہوا۔ جس کا عنوان ایک سوال ہے کہ ’’اگر حضرت عیسیٰؑ صلیب پر فوت نہیں ہوئے تو پھر کیا ہوگا؟ اور جماعت احمدیہ کی ویب سائٹ لکھی گئی ہے۔ اور یہ بیان کیا گیا ہے کہ جماعت احمدیہ اس بات پر یقین رکھتی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام صلیب پر فوت نہیں ہوئے بلکہ واقعہ صلیب کے بعد آپ نے ہجرت کی اور اپنی کھوئی ہوئی بھیڑوں کو تلاش کیا ہے۔ اور درج ذیل کتب کا حوالہ دیا ہے کہ پڑھیں۔

’’مسیح ہندوستان میں‘‘ ’’حضرت عیسیٰ اپنی گم شدہ بھیڑوں میں‘‘، ’’حضرت عیسیٰ کہاں فوت ہوئے ہیں؟‘‘

مزید معلومات کے لئے ہم سے رابطہ کریں۔ مسجد کا ایڈریس فون نمبر دیا گیا ہے اور مسجد بیت الحمید کی تصویر بھی۔ اور اگر آپ مزید معلومات حاصل کرنا چاہتے ہیں تو ہمارے ہفتہ وار ریڈیو پروگرام کو بھی سنیں۔

الانتشار العربی

الانتشار العربی نے اپنی اشاعت یکم نومبر 2010ء صفحہ 19 پر حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خطبہ جمعہ فرمودہ 21 مئی 2010ء کا خلاصہ حضور انور کی تصویر کے ساتھ شائع کیا۔ اس خطبہ میں حضور نے انبیاء علیہم السلام کی مخالفتوں اور پھر ان کی تائیدات الٰہی اور کامیابی کا ذکر فرمایا ہے۔ اس خطبہ کا خلاصہ اس سے قبل الاخبار کا حوالہ سے پہلے ذکر ہو چکا ہے۔

انڈیا ویسٹ

انڈیا ویسٹ نے اپنی اشاعت 5 نومبر 2010ء صفحہ B35 پر ایک تصویر کے ساتھ ہماری خبر شائع کی ہے۔ جس کا عنوان ہے:’’چینو کے مذہبی لیڈرز اکٹھے ہوئے ہیں‘‘ یہ خبر اس سے قبل دیگر اخبارات کے حوالہ سے پہلے گزر چکی ہے۔ جس میں جان ٹیری کے ’’قرآن کریم‘‘ جلانے کے بارے میں تمام مذہبی لیڈروں نے مذمت کی ہے۔ یہ میٹنگ مسجد بیت الحمید میں منعقد ہوئی تھی اور 50 سے زائد مذہبی لیڈر اس میں شامل ہوئے تھے۔ ہر ایک نے پادری جان ٹیری کی مذمت کی۔

ہفت روزہ ایشیا ٹریبیون

ہفت روزہ ایشیا ٹریبیون نے اپنی اشاعت 5 تا 11 نومبر 2010ء صفحہ 2 پر 9 رنگین تصاویر کے ساتھ انگریزی سیکشن میں ہماری اس عنوان سے خبر شائع کی۔

’’امن کا پیغام‘‘ ’’مسلمان امن کے لئے ہیں‘‘۔ یہ پیغام کھلے عام اور وضاحت کے ساتھ ساؤتھ کیلی فورنیا میں پہنچایا گیا۔ امام شمشاد کہتے ہیں کہ ہمارا ماٹو یہ ہے:

محبت سب کے لئے، نفرت کسی سے نہیں

مسجد بیت الحمید کے لوگوں نے علاقہ کے فائرسٹیشن میں ایک منعقدہ تقریب میں اس پیغام کو عام کیا کہ مسلمان امن کے لئے ہیں۔ اسلام کا پیغام امن کا پیغام ہے۔ یہ پیغام جماعت احمدیہ کی ان کوششوں میں سے ایک ہے جو سارے ملک میں احمدیہ جماعت کر رہی ہے تا کہ لوگوں کی اسلام کے بارے میں غلط فہمیاں دور کی جاسکیں۔ اس کے علاوہ احمدیہ جماعت نے اس پیغام کو ایک اور تقریب جو (CAIR) کونسل آن امریکن اسلامک ریلیشن منعقد کیا تھا۔ اس تقریب میں تقریباً 2 ہزار لوگ شامل ہوئے تھے۔ اس سے قبل فائرسٹیشن کی تقریب میں بھی علاقہ کے 200 لوگ شامل ہوئے تھے۔ اس کے علاوہ علاقہ Upland میں بھی اسی قسم کی ایک تقریب منعقد ہوئی تھی۔ یہاں پر بھی ایک دعائیہ تقریب کا اہتمام کیا گیا تھا۔ اس تقریب میں امام شمشاد نے قرآنی دعاؤں کے ساتھ اس کا افتتاح کیا تھا۔ اس تقریب میں Upland کے حکومتی آفیسرز اور مذہبی شخصیات نے بھی شرکت کی تھی۔ امام شمشاد نے سورۃ فاتحہ کی تلاوت کی اور امن کے بارے میں آنحضرت ﷺ کی دعائیں بھی پڑھ کر سنائیں۔ اخبار نے لکھا:

امام شمشاد ناصر نے مزید بتایا کہ جماعت احمدیہ یہ یقین رکھتی ہے کہ اس زمانے میں مرزا غلام احمد قادیانی کو اللہ تعالیٰ نے مسیح موعود اور امام مہدی بنا کر بھیجا ہے۔ اس کے بعد جماعت احمدیہ کا تعارف ہے۔ اور ’’ریڈیو پروگرام‘‘ کے حوالہ سے بھی اخبار نے لکھا ہے کہ آپ یہ پروگرام اسلام کے بارے میں ریڈیو پر ہفتہ وار سن سکتے ہیں۔ اخبار نے خبر کے آخر میں ہماری ویب سائٹ خاکسار کا فون نمبر اور نام بھی لکھا ہے۔

تصاویر میں خاکسار ایک تصویر میں تقریر کر رہا ہے۔ ایک تصویر میں دوسری میٹنگ میں Muslim for Peace کا پمفلٹ دکھا رہا ہے۔ باقی سات تصاویر میں خاکسار دیگر مہمانوں (حکومت۔ مذہبی) لیڈروں کے ساتھ گفتگو کر رہا ہے یا ان کے سوالوں کے جواب دے رہا ہے یا انہیں پمفلٹ اور لٹریچر دے رہا ہے۔

انڈیا ویسٹ

انڈیا ویسٹ نے اپنی اشاعت 5 نومبر 2010ء صفحہ B-30 پر ہماری ایک تصویر کے ساتھ عید الفطر کی خبر شائع کی ہے۔ تصویر میں عید کے موقع پر سامعین بیٹھے ہیں اور خاکسار خطبہ عید دے رہا ہے۔ عید کی خبر قریباً وہی ہے جو اس سے قبل گزر چکی ہے۔ اخبار نے لکھا کہ قریباً ایک ہزار احمدی لوگ دور ونزدیک سے عید کی نماز کے لئے مسجد بیت الحمید میں جمع ہوئے اور عید کی تقریب میں شامل ہوئے۔

دی سن

دی سن نے 14 نومبر 2010ء صفحہ اول پر ایک خبر شائع کی ہے جس کی شہ سرخی یہ ہے۔

’’مسجد بنانے کی جگہ کا فیصلہ‘‘

گراؤنڈ زیرو۔ نیویارک میں جہاں پر ورلڈ ٹریڈ سینٹر کو جہاز کے ذریعہ اڑایا گیا تھا اور 3 ہزار سے زائد جانیں لقمہ اجل بنی تھیں کے نزدیک مسجد بنانے کا فیصلہ ہونا تھا۔ اس خبر پر اخبار نے لوگوں کی رائے اور تبصرہ اپنی خبر میں شائع کیا تھا۔ ہر ایک نے اپنی اپنی رائے کا اظہار کیا۔ کچھ مذہبی لیڈروں نے کہا کہ اس جگہ مسجد نہیں بنانی چاہئے۔

خاکسار کے حوالہ سے اخبار نے لکھا کہ مسجد بیت الحمید کے امام سید شمشاد ناصر نے حال ہی میں ایک مضمون اس پر لکھا اور جو پاکستان کے اکثر اخبارات میں شائع ہوا ہے۔ انہوں نے لکھا کہ یہاں پر جو مسجد کی جگہ پرپوز ہے تو مسجد ضرور بنی چاہئے۔ انہوں نے مزید کہا کہ امریکہ میں سب مسلمان اور دیگر مذاہب آزادانہ اپنے مذہب پر عمل اور اپنی عبادات بجا لاسکتے ہیں لیکن اس قسم کی مذہبی آزادی اسلامی ممالک میں دیکھنے میں نہیں آتی۔

امام شمشاد سے جب یہ پوچھا گیا کہ کیا اسلامی ممالک کسی عیسائی کو اپنے ملک میں چرچ بنانے کی اجازت دیں گے اور انہیں مذہبی آزادی دیں گے تو انہوں نے کہا کہ یہ بہت مشکل ہے بلکہ اس کے برعکس وہ تو چرچ کو توڑ پھوڑ دیں گے۔ یہ اس کے بنانے میں بہت ساری رکاوٹیں اور مشکلات کھڑی کریں گے۔

امام شمشاد نے یہ بھی کہا کہ ہم اس سوسائٹی میں رہتے ہیں۔ یہاں کے لوگوں کے جذبات کا بھی خیال رکھنا چاہئے۔ امام شمشاد نے کہا مسجد تو امن کی جگہ ہے۔ امن کی جگہ ایسی نہ ہو جو دوسروں کا امن ختم کرے۔ ہمیں اپنی خواہشات کی قربانی کرنی چاہئے اور امن کو ہر حال میں ترجیح دینی چاہئے۔

پاکستان ایکسپریس

پاکستان ایکسپریس نے اپنی اشاعت 5 نومبر 2010ء صفحہ 11 پر 3 تصاویر کے ساتھ مجلس انصار اللہ کے سالانہ اجتماع کی خبر شائع کی ہے۔ ایک تصویر سامعین اجتماع کی ہے۔ دوسری تصویر میں ڈاکٹر احسان اللہ ظفر صاحب امیر امریکہ، صدر مجلس انصار اللہ ڈاکٹر وجیہ باجوہ صاحب، مشنری انچارج نسیم مہدی صاحب سٹیج پر بیٹھے ہیں۔ ایک تصویر میں خاکسار افریقن امریکن بھائیوں کے ساتھ ہے۔

خبر کی تفصیل یہ ہے کہ مجلس انصار اللہ یو ایس اے کا سالانہ اجتماع مسجد بیت الرحمٰن میری لینڈ میں ہوا۔ جس میں امریکہ کی مختلف ریاستوں سے انصار نے شرکت کی۔ مشنری انچارج نسیم مہدی صاحب نے اختتامی تقریب میں انصار کو ان کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی اور آنحضرت ﷺ کے اسوہ حسنہ کو اپنانے کی طرف توجہ دلائی۔

امام مسجد بیت الحمید شمشاد ناصر نے تربیت کے موضوع پر تلقین عمل کا پروگرام کیا۔ انہوں نے انصار کو خلافت احمدیہ کے ساتھ وفاداری، محبت اور اطاعت کے کامل نمونے دکھانے کی طرف توجہ دلائی۔

امام شمشاد نے انصار کو یہ بھی بتایا کہ وہ اپنی اولادوں کی بہترین تربیت کریں اور اپنی اولادوں میں بھی خلافت کی اہمیت کو بار بار بیان کریں۔ جماعت احمدیہ امریکہ کے امیر ڈاکٹر احسان اللہ ظفر نے انصار کو امریکہ میں مساجد بنانے اور ان کو آباد کرنے کی طرف توجہ دلائی۔ مجلس انصار اللہ کے اجتماع میں علمی، ورزشی مقابلہ جات بھی ہوئے۔

نیویارک عوام

نیویارک عوام نے اپنی اشاعت 5 نومبر 2010ء صفحہ 5 پر مندرجہ

بالا خبر مجلس انصار اللہ یو ایس اے کے سالانہ اجتماع کی خبر شائع کی۔خبر کی تفصیل وہی ہے جو اوپر گزر چکی ہے۔

چینو چیمپئن

چینو چیمپئن نے اپنی اشاعت 6تا12 نومبر 2010ء صفحہ B5 پر ایک تصویر کے ساتھ ہماری مختصر خبر شائع کی ہے۔جس کی شہ سرخی یہ ہے:Muslims for Peace۔

’’مسلمان امن کے لئے‘‘ تصویر میں خاکسار مہمانان کرام سے مل کر انہیں Muslims for Peace کے پمفلٹ تقسیم کر رہا ہے۔

خبر میں بھی یہی لکھا ہے کہ امام مسجد بیت الحمید سید شمشاد ناصر اپ لینڈ فائرسٹیشن میں منعقدہ تقریب میں مہمانوں کو پمفلٹ دے رہے ہیں جس میں امن کا پیغام ہے۔اس تقریب میں 200 لوگ شامل ہوئے تھے۔

الاخبار

الاخبار نے اپنے انگریزی سیکشن میں 11 نومبر 2010ء صفحہ 21 کی اشاعت میں 3 تصاویر کے ساتھ ہماری اس عنوان سے خبر شائع کی ہے۔

’’امن کا پیغام‘‘ امن کا پیغام وضاحت کے ساتھ پیش کیا گیا۔ایک تصویر میں خاکسار تقریر کے دوران Muslims for Peace کا پمفلٹ دکھارہاہے۔ایک تصویر میں خاکسار مہمانوں کے ساتھ مل رہاہے۔ایک تصویر میں پمفلٹ دے رہا ہے۔

خبر کی تفصیل وہی ہے جو اس سے قبل اوپر گزر چکی ہے۔

فائرسٹیشن پر دعائیہ تقریب کا اہتمام جس میں 200 سے زائد لوگ شامل ہوئے۔خاکسار نے قرآن کریم کی سورۃ فاتحہ اور آنحضرت ﷺ کی دعائیں پڑھیں اور امن کا پیغام سب کو دیا۔اخبار نے شہ سرخی کے فوراً بعد خاکسار کا یہ بیان بھی لکھا کہ:

ہم وہ مسلمان ہیں جو اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی امام مہدی اور مسیح موعود ہیں اور ہمارا نصب العین ’’محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں‘‘ ہے۔

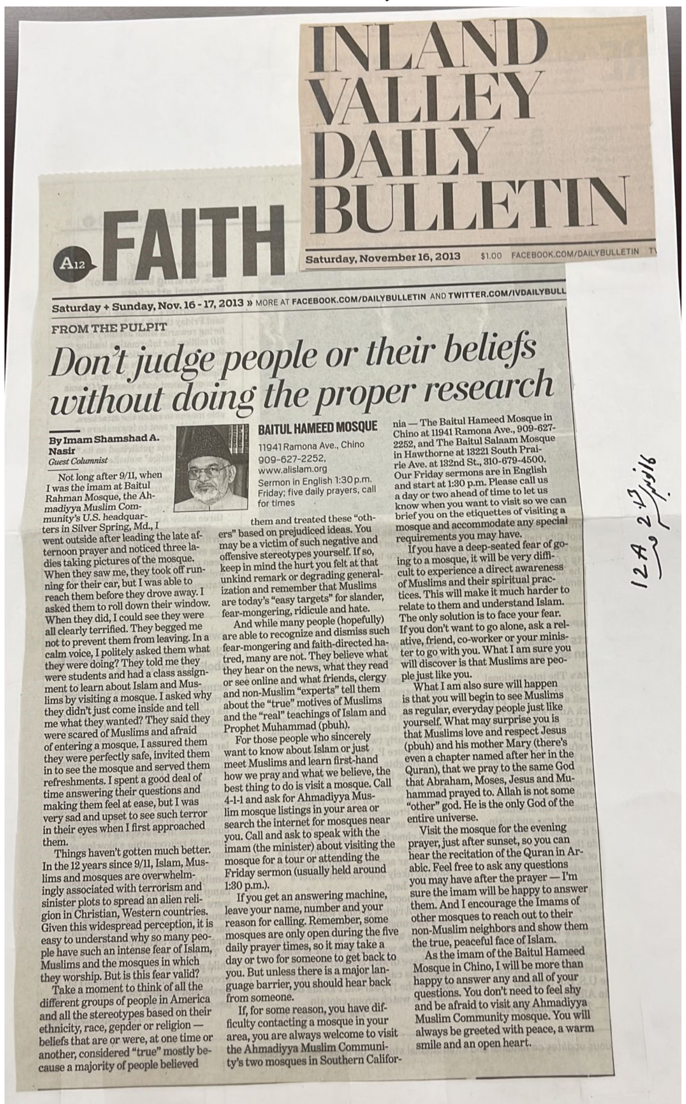
INLAND VALLEY DAILY BULLETIN

FAITH

Saturday, November 16, 2013

Saturday + Sunday, Nov. 16 - 17, 2013

FROM THE PULPIT

Don't judge people or their beliefs without doing the proper research

By Imam Shamshad A. Nasir

BAITUL HAMEED MOSQUE

الاخبار

الاخبار نے اپنی 11 نومبر 2010ء کی اشاعت صفحہ 9 پر حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی تصویر کے ساتھ حضور کا خطبہ جمعہ کا خلاصہ شائع کیا ہے۔

اخبار نے لکھا کہ جماعت احمدیہ کے امام مرزا مسرور احمد نے قرآن کریم کی 2 آیات تلاوت کیں۔القصص 84 اور النمل 15۔

فرمایا ان آیات میں دو قسم کے لوگوں کا ذکر ہے۔ایک وہ جو فساد اور برائی سے بچتے ہیں اور دوسرے وہ جو ظلم اور فساد کرنے والے ہیں اور متکبر لوگ ہیں۔یہ شیطان کے بندے ہیں اور یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی سنت کے مطابق اپنے بدانجام کو پہنچنے والے ہیں۔

ہمارے لئے تو رسول کریم ﷺ بطور اسوہ ہیں جو کہ محسن انسانیت تھے اور تمام جہانوں کے لئے رحمت بن کر آئے تھے۔ہمیں چاہئے کہ ہم انسانیت کی ہر رنگ میں خدمت کریں۔کسی اجر کے حصول کے لئے نہ کسی انعام کے حصول کی خاطر بلکہ محض اور محض خداتعالیٰ کی رضا کی خاطر۔

پاکستان اکثریت مسلمان ملک ہے یہ ملک ایسے لوگوں کے ہاتھوں میں یرغمال بن چکا ہے جنہیں خداتعالیٰ کے احکامات سے دور کا بھی واسطہ نہیں۔جن باتوں کے کرنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا وہ یہ کرتے نہیں اور جن باتوں سے اللہ نے روکا ہے یہ لوگ وہ باتیں عام طور پر کر رہے ہیں اور ایسا طبقہ سیاست دانوں کے سروں پر بھی سوار ہے اور اس نے انتظامیہ کے کندھوں پر سوار ہو کر ان کی گردن کو اپنے شکنجے میں لیا ہوا ہے اور اس کا نتیجہ ہر روز ہمیں آگوں،فسادوں اور قتل وغارت کی صورت میں نظر آرہا ہے۔خلفائے احمدیت اس طبقہ سے ہمیشہ ہوشیار بھی کرتا چلا آیا ہے جو کسی بھی صورت میں مذہبی شدت پسندی کی طرف ملک کو لے جانا چاہتے ہیں۔

آپ نے مزید فرمایا کہ ہر پاکستانی کی وطن کی محبت اس سے یہ ضرور تقاضا کرتی ہے کہ ہم ملک کے لئے دعا کریں،کوشش کریں۔ہم نے وطن کے ساتھ محبت کے تقاضے کو پورا کرتے ہوئے ملک کے لئے دعا کرتے رہنا ہے۔

اس وقت ہم یعنی احمدی،پاکستان کے مظلوم ترین شہری ہیں جن کے ہر قسم کے حقوق غصب کرنے کی کوشش کی جارہی ہے ہمارا تو سیاست اور حکومت سے کوئی تعلق نہیں۔ہر احمدی کی ملک کے شہری کی حیثیت سے تو ملک کے سیاسی معاملات میں دلچسپی ہے اور ہونی چاہئے لیکن جماعت احمدیہ کو بحیثیت جماعت یا خلافت احمدیہ کو کسی حکومت،کسی ملک کی حکومت پر قبضہ کرنے میں نہ کوئی دلچسپی ہے اور نہ یہ ہمارا مقصد ہے۔ہماری بے چینی حکومتوں کے لئے نہیں بلکہ بے چینی ملک کی بقاء کے لئے ہے،ہماری بے چینی ملک کی عوام کی بقاء کے لئے ہے۔یہ عمل ہماری اس تعلیم کی وجہ سے ہے جو ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے ہمیں دی ہے۔

امام مرزا مسرور احمد نے اپنے خطبہ جمعہ میں مزید فرمایا کہ گزشتہ کئی سالوں سے میں مختلف وقتوں میں اپنی تقاریر اور خطبات میں بتا رہا ہوں کہ زلازل اور طوفان اور آفات گزشتہ ایک سو سال سے شدت اختیار کر چکے ہیں۔یہ بھی حضرت مسیح موعودؑ نے بڑی وضاحت کے ساتھ بیان فرمایا ہے کہ خداتعالیٰ نے مجھے بتلایا ہے کہ یہ زلزلے،طوفان میری تائید میں آئیں گے۔آپ کی زندگی میں بھی آئے اور آج تک یہ تائید الٰہی کا دور چلتا آرہا ہے۔

یہ طوفان جو دنیا میں آرہے ہیں یہ ہمیں بے چین کر دیتے ہیں۔اگر دنیا

نقطہ نظر

عمل صالح کی تعریف

نے خداتعالیٰ کے اشاروں کو نہ سمجھا تو بڑی تباہی بھی آسکتی ہے۔فرمایا:

جہاں تک جماعت احمدیہ کا اہل وطن کی خدمت کا سوال ہے ان حالیہ سیلابوں کی تباہ کاریوں میں جماعت احمدیہ نے مختلف ممالک میں پاکستانی سفارتکاروں کے ذریعہ سے انفرادی بھی اور جماعتی طور پر بھی رقمیں اکٹھی کر کے بھیجی ہیں۔اگر ہماری ٹیموں نے احمدیوں کو سیلاب میں گھرے ہوئے علاقہ سے نکالا ہے تو غیر از جماعت کی بھی بلا تفریق مذہب،عقیدہ وفرقہ خدمت کی ہے۔ہم تو یہ بھی نہیں بتاتے کہ ہم احمدی ہیں ہم خاموشی کے ساتھ خدمت کرتے ہیں۔

لیکن ان نام نہاد مذہب کے ٹھیکیداروں سے بعض احمدیوں کو جو سیلاب سے متاثر تھے اور باقی لوگوں کے ساتھ رہ رہے تھے،نکال دیا کہ یہاں قادیانی نہیں رہ سکتے۔باقی خدمت تو بہت دور کی بات ہے۔یہ ان کا انسانیت کے ساتھ فرض شناسی کا عمل ہے۔یہ طوفان اور سیلاب لاہور میں ہماری مساجد کے واقعہ کے بعد آئے جہاں ظلم وبربریت کی ہولی کھیلی گئی۔ہم تو خداتعالیٰ کے فضل سے ہر ایک کی خدمت کریں گے اور ہیومینیٹی فرسٹ کے ذریعہ بھی ہر ایک کی بلاامتیاز خدمت کر رہے ہیں۔

آخر میں حضرت مرزا مسرور احمد صاحب نے بانی جماعت احمدیہ کا ایک اقتباس پڑھ کر سنایا جس میں آپؑ نے فرمایا ہے:

’’یہ بات یاد رکھنے کے لائق ہے کہ خداتعالیٰ اپنے سلسلہ کو بے ثبوت نہیں چھوڑے گا۔وہ خود فرماتا ہے جو براہین احمدیہ میں درج ہے کہ دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی کو ظاہر کرے گا۔......وہ دن آتے ہیں بلکہ نزدیک ہیں کہ دشمن روسیاہ ہوگا اور دوست نہایت ہی بشاش ہوں گے۔‘‘

(آئینہ کمالات اسلام،روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 349-350)

ویسٹ سائڈ سٹوری نیوز پیپر

ویسٹ سائڈ سٹوری نیوز پیپر نے اپنی اشاعت 25 نومبر 2010ء صفحہ 4 پر خاکسار کا ایک مضمون خاکسار کی تصویر کے ساتھ شائع کیا ہے۔اس مضمون کا عنوان ہے کہ

’’آنحضرت ﷺ کی عاجزی و انکساری ہمارے لئے نمونہ ہے۔‘‘

خاکسار نے اس مضمون میں لکھا کہ اگر ہم معاشرہ میں امن کے ساتھ رہنا چاہتے ہیں تو پھر ہمیں آنحضرت ﷺ کی عاجزی و انکساری کے نمونے کو اپنانا پڑے گا۔کیونکہ قرآن کریم نے بھی یہی ارشاد فرمایا ہے کہ آنحضرت ﷺ کی پیروی کرو۔خاکسار نے یہاں پر آنحضرت ﷺ کے سفر حدیبیہ کا اور شرائط کا ذکر کیا ہے اور بتایا کہ امن کو قائم کرنے کے لئے آپ نے اپنے ہاتھ سے وہ الفاظ کاٹ دیئے جن پر دشمن کو اعتراض تھا۔یہ آپ کی عاجزی و انکساری تھی۔

انڈیا پوسٹ

انڈیا پوسٹ نے اپنی اشاعت 12 نومبر 2010ء صفحہ 21 پر 3 تصاویر کے ساتھ ہماری خبر شائع کی ہے۔ ایک تصویر میں خاکسار تقریر کر رہا ہے اور ایک پمفلٹ Mulsim for Peace دکھا رہا ہے اور دوسری 2 تصاویر میں مہمانوں کو پمفلٹ دے رہا ہے۔

خبر کا عنوان یہ ہے کہ ’’مسلمان امن کا پیغام ہیں، ساؤتھ کیلی فورنیا میں اعلان عام‘‘۔ خبر کی تفصیل قدرے وہی ہے جو اس سے قبل دیگر اخبارات کے حوالے سے پہلے گزر چکی ہے۔

اپ لینڈ فائرسٹیشن پر انٹر فیتھ دعا کا پروگرام تھا۔ جس میں خاکسار نے سورۃ فاتحہ اور آنحضرت ﷺ کی دعائیں پڑھ کر سنائی تھیں اور اسلام کے عالمگیر امن کے پیغام کے بارے میں سب کو بتایا۔

ڈیلی بلٹن

ڈیلی بلٹن نے اپنی ویب سائٹ پر 12 نومبر 2010ء کو یہ خبر لگائی کہ مسجد بیت الحمید کے لوگوں نے اپ لینڈ فائرسٹیشن کی دعائیہ تقریب میں شرکت کی۔ اور امام شمشاد نے اس موقعہ پر کھلے عام اس بات کا اعلان کیا کہ Muslims for Peace ہم مسلمان ہر ایک کے لئے امن، محبت اور پیار کا پیغام لائے ہیں۔

پاکستان ایکسپریس

پاکستان ایکسپریس نے اپنی اشاعت 12 نومبر 2010ء صفحہ 13 پر

خاکسار کا مضمون بعنوان ’’فلسفہ حج اور قربانی عید الاضحٰی‘‘ خانہ کعبہ کی بڑی تصویر کے ساتھ شائع کیا۔

اس مضمون میں خاکسار نے حج کے ایک اسلامی رکن ہونے کی وضاحت کی اور حج کی ادائیگی اور حج کے فلسفہ پر روشنی ڈالی اور آنحضرت ﷺ کی اس حدیث کو بھی حج کے ضمن میں نقل کیا ہے کہ اعمال کا دار و مدار نیتوں پر ہے۔ صحابہ کرام کے بارے میں لکھا ہے کہ حج کے دنوں میں خصوصیت کے ساتھ علیحدگی میں بھی اور عام جگہوں پر بھی کثرت سے ذکر الٰہی کرتے تھے۔ اس کے بعد حج کا فلسفہ اور مقصد بیان کیا گیا ہے۔ اس ضمن میں قرآن کریم کی آیات کا ترجمہ نقل کیا گیا ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ اس ضمن میں سب سے اچھا زادِ راہ تقویٰ ہے۔ ایک سبق حج سے اتفاق و اتحاد کا بھی ملتا ہے۔ جب لوگ بیت اللہ شریف میں خدائے واحد کے نام پر اکٹھے ہوتے ہیں اور اتفاق و اتحاد کا منظر ہوتا ہے تو حج سے واپس آ کر بھی اپنے دلوں کو پاک صاف کرتے ہوئے نفرت، حسد، تعصب کو دور کر کے ایک ہونا چاہئے۔ آج کے مسلمانوں کو نفرت نے کمزور کر دیا ہے انسانیت سے پیار بالکل ختم ہوگیا ہے۔ نفسا نفسی کا عالم ہے صرف ’’میں‘‘ سے پیار ہے۔ تکبر و نخوت نے ہر جگہ کو گھیر رکھا ہے۔ کاش مسلمان ایک دوسرے کی عزت کرنا بھی سیکھیں۔ انسانیت کا احترام سیکھیں، یہی سبق سکھانے کے لئے تو آنحضرت ﷺ مبعوث ہوئے تھے۔ اس کے بعد حضرت مصلح موعودؓ کے یہ اشعار درج کئے ہیں۔

کب پیٹ کے دھندوں سے مسلم کو بھلا فرصت
ہے دین کی کیا حالت یہ اس کی بلا جانے
جو جاننے کی باتیں تھیں ان کو بھلایا ہے
جب پوچھیں سبب کیا ہے کہتے ہیں خدا جانے
ہوتی نہ اگر روشن وہ شمع رخ انور
کیوں جمع یہاں ہوتے سب دنیا کے پروانے

حضرت مسیح موعودؑ کا یہ حوالہ بھی درج کیا ہے۔

’’ہلاکت کی راہوں سے ڈرو خدا سے ڈرتے رہو اور تقویٰ اختیار کرو۔ اپنے مولیٰ کی طرف منقطع ہو جاؤ اور اس کے ہو جاؤ۔ چاہئے کہ ہر صبح تمہارے لئے گواہی دے کہ تم نے تقویٰ سے رات بسر کی اور ہر ایک شام تمہارے لئے گواہی دے کہ تم نے ڈرتے ڈرتے دن بسر کیا۔.....‘‘
(کشتی نوح)

مضمون کے آخر میں بتایا گیا ہے کہ اس عید سے اہم سبق جو ہمیں ملتا ہے ایک یہ ہے کہ ہم اولاد کی تربیت احسن رنگ میں کریں۔ جس طرح حضرت ابراہیمؑ اور حضرت ہاجرہ اور حضرت اسماعیل نے کی۔ آخر میں مسجد احمدیہ بیت الحمید کا ایڈریس دیا گیا ہے۔

(باقی آئندہ بدھ ان شاء اللہ)

بقیہ: رشوت خوری...... از صفحہ 11

اسی طرح اپنی جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

’’جو شخص پورے طور پر ہر ایک بدی سے اور ہر ایک بدعملی سے یعنی شراب سے قمار بازی سے بدنظری سے اور خیانت اور رشوت سے اور ہر ایک ناجائز تصرف سے توبہ نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔‘‘
(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 18-19)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’خدا تعالیٰ سے ڈریں اور اپنی زبانوں سے اور اپنے ہاتھوں سے اور اپنے دل کے خیالات کو ہر ایک ناپاک اور فساد انگیز طریقوں اور خیانتوں سے بچاویں اور پنج وقتہ نماز کو نہایت التزام سے قائم رکھیں اور ظلم اور تعدی اور غبن اور رشوت اور اتلافِ حقوق اور بے جا طرفداری سے باز رہیں اور کسی بدصحبت میں نہ بیٹھیں۔‘‘
(مجموعہ اشتہارات، جلد 3 صفحہ 27 اشتہار مؤرخہ 29 مئی 1898ء)

ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس فرماتے ہیں:

وَلَا تَاْكُلُوْۤا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوْا بِهَاۤ اِلَى الْحُكَّامِ لِتَاْكُلُوْا فَرِيْقًا مِّنْ اَمْوَالِ النَّاسِ بِالْاِثْمِ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۸۹﴾
(البقرۃ: 189)

اور اپنے ہی اموال آپس میں جھوٹ فریب کے ذریعہ نہ کھایا کرو اور نہ تم انہیں حکّام کے سامنے اس غرض سے پیش کرو کہ تم گناہ کے ذریعہ لوگوں کے (یعنی قومی) اموال میں سے کچھ کھا سکو۔

تو یہ ہے کہ ایک دوسرے کے مال نہ کھاؤ۔ دوسرے کے مال کھانے کے لئے قومی مال نہ کھاؤ۔ وہ بھی ایک وجہ ہے۔ پھر رشوت دے کر غلط فیصلے اپنے حق میں نہ کراؤ۔ ایک دوسرے کے مال پر نظر رکھنے سے، ایک دوسرے کی جائیداد پر نظر رکھنے سے ہمیشہ بچنا چاہئے۔ کسی کی جائیداد کے بارے میں عدالت بے شک دوسرے کو حق بھی دلا دے لیکن اپنے اندر ہمیشہ ٹٹول کر دیکھنا چاہئے کہ کیا واقعی یہ میرا حق ہے؟ آنحضرت ﷺ کے اس ارشاد کو ہمیشہ پیش نظر رکھنا چاہئے کہ اس طرح تم آگ کا گولہ اپنے پیٹ میں ڈالتے ہو۔
(خطبہ جمعہ فرمودہ 15 جون 2007ء)

پھر فرمایا:

’’اللہ تعالیٰ کو ناجائز منافع سے کمایا ہوا مال بھی پسند نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کو سود سے کمایا ہوا مال بھی پسند نہیں ہے بلکہ سختی سے اس کی مناہی ہے۔ رشوت کا پیسہ بھی اللہ تعالیٰ کی ناراضگی لینے والا ہے۔‘‘
(خطبہ جمعہ فرمودہ 31 مارچ 2006ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ فرماتے ہیں:

’’پھر استاد ہیں۔ بعض اُستاد ہیں جو اس معزز پیشے کو جھوٹ کی وجہ سے بدنام کر رہے ہیں۔ رشوت لے کر، پیسے لے کر جھوٹے نمبر لگا دیتے ہیں۔ بلکہ بعض تو ایسے استاد بھی ہیں جو جھوٹی اسناد لے کر ملازمت میں آئے ہوئے ہیں، ان کی کوالیفیکیشن (Qualification) ہی نہیں ہوتی بعض ملکوں میں۔
(خطبہ جمعہ فرمودہ 19 دسمبر 2003ء)

بعض لوگ یہ سوچتے ہیں کہ اگر تنہا میں نے رشوت ترک کر دی تو اس سے پورے معاشرے پر کیا اثر پڑے گا؟ لیکن یہی وہ شیطان کا دھوکہ ہے جو معاشرے سے اس لعنت کے خاتمے میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے، جب ہر شخص دوسرے کا انتظار کرے گا تو معاشرہ کبھی اس لعنت سے پاک نہیں ہوگا۔ آپ رشوت کو ترک کرکے کم از کم خود اس کے دنیوی اور آخرت کے نقصانات سے محفوظ ہوسکیں گے اس کے بعد آپ کی زندگی دوسروں کے لئے نمونہ بنے گی کیا بعید ہے کہ آپ کو دیکھ کر دوسرے لوگ بھی اس لعنت سے تائب ہو جائیں، تاریکی میں ایک چراغ جل اٹھے تو پھر چراغ سے چراغ جلنے کا سلسلہ تناور ہوسکتا ہے کہ اس سے پورا ماحول بقعۂ نور بن جائے پھر جب کوئی شخص اللہ کے لئے اپنے نفس کے کسی تقاضے کو چھوڑتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی مدد اس کے شامل حال ہوتی ہے، دور دور سے ایک کام کو مشکل سمجھنے کے بجائے اسے کر کے دیکھئے، اللہ تعالیٰ سے اس کی آسانی کی دعا مانگئے۔ ان شاء اللہ اس کی مدد ہوگی ضرور ہوگی، بالضرور ہوگی اور کیا عجب ہے معاشرے کو اس لعنت سے پاک کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے آپ ہی کو منتخب کیا ہو۔

الغرض رشوت کو ختم کر کے قوم ترقی کی منازل طے کر جاتی ہے۔ ملکی دولت کی مناسب تقسیم ہوتی ہے سیاہ اور سفید میں تمیز کی جاتی ہے۔ تمام معاشرتی نقائص کی اصلاح ہوتی ہے۔ خدا تعالیٰ کی ہزاروں رحمتیں اور برکتیں رسول عربی پر ہوں جس مبارک اور مطہر وجود نے رشوت کی لعنت اور قباحت کے اثرات کو نہایت جامع الفاظ میں اس وقت پیش فرمایا جبکہ اس کے وسیع مہلک اثرات کا اندازہ لگانا بھی ناممکن تھا۔

محمد شاہد تبسم

رشوت خوری

رشوت کا گناہ شراب نوشی اور بدکاری سے بھی زیادہ سنگین ہے بعض برائیاں تو ایسی ہوتی ہیں جن کے بارے میں لوگوں کی رائے مختلف ہوسکتی ہے ایک شخص کے نزدیک وہ برائی ہے۔ اور دوسرا اسے کوئی عیب نہیں سمجھتا لیکن رشوت ایک ایسی برائی ہوتی ہے جس کے بُرا ہونے پر ساری دنیا متفق ہے کوئی مذہب وملت، کوئی مکتب فکر یا انسانوں کا کوئی طبقہ ایسا نہیں ملے گا جو رشوت کو بدترین گناہ یا جرم نہ سمجھتا ہو، حد یہ ہے کہ جو لوگ دن کے وقت دفتروں میں بیٹھ کر دھڑلے سے رشوت کالین دین کرتے ہیں وہ بھی جب شام کو کسی محفل میں معاشرے کی خرابیوں پر تبصرہ کریں گے تو ان کی زبان پر سب سے پہلے رشوت کی گرم بازاری ہی کا شکوہ آئے گا اور اس کی تائید میں وہ (اپنے نہیں) اپنے رفقائے کار کے دوچار واقعات سنا دیں گے، سننے والے یا تو ان واقعات پر ہنسی مذاق میں کچھ فقرے بول دیں گے یا پھر کوئی بہت سنجیدہ محفل ہوئی تو اس میں غم وغصہ کا اظہار کیا جائے گا لیکن اگلی ہی صبح سے یہی شرکائے مجلس پورے اطمینان کے ساتھ اسی کاروبار میں مشغول ہوجائیں گے۔

غرض رشوت کی خرابیوں سے پوری طرح متفق ہونے کے باوجود کوئی شخص جو اس انسانیت سوز حرکت کا عادی ہوچکا ہو اسے چھوڑنے کے لئے تیار نظر نہیں آتا اور اگر اس کے بارے میں کسی سے کچھ کہا جائے تو مختصر سا جواب یہ ہے کہ ساری دنیا رشوت لے رہی ہے تو ہم کیا کریں؟ گویا ان کے نزدیک رشوت چھوڑنے کی شرط یہ ہے کہ پہلے دوسرے تمام لوگ اس برائی سے تائب ہوجائیں تب ہی چھوڑنے پر غور کرسکتا ہوں اس کے بغیر نہیں اور چونکہ رشوت لینے والے کے پاس بھی بہانہ ہے لہٰذا یہ تباہ کن بیماری ایک وبا کی شکل اختیار کرچکی ہے فرق یہ ہے کہ جب کوئی وباء پھیلتی ہے تو وہاں کوئی مریض یہ سوال نہیں کرتا کہ جب تک تمام دوسرے لوگ تندرست نہ ہوجائیں میں بھی صحت کی تدبیر نہیں کروں گا لیکن رشوت کے بارے میں یہ استدلال ناقابل تردید سمجھ کر پیش کیا جاتا ہے۔

ظاہر ہے کہ یہ ایک استدلال نہیں ایک بہانہ ہے اور بات صرف یہ ہے کہ رشوت لینے والے کو اپنے اس عمل میں فوری طور سے کافی فائدہ ہوتا نظر آتا ہے اس لئے نفس اس فائدے کو حاصل کرنے کے لئے ہزار حیلے بہانے تراش لیتا ہے لیکن آیئے ذرا یہ دیکھیں کہ رشوت لینے میں واقعتاً کوئی فائدہ ہے بھی یا نہیں؟ بظاہر تو رشوت لینے میں یہ کھلا فائدہ نظر آتا ہے کہ ایک شخص کی آمدنی کسی زائد محنت کے بغیر بڑھتی جاتی ہے لیکن اگر ذرا باریک بینی سے کام لیا جائے تو اس وقتی فائدے کی مثال بالکل ایسی ہے جیسے ایک ٹائیفائڈ میں مبتلا بچے کو چٹ پٹی غذاؤں میں بڑا لطف آتا ہے لیکن بچے کے ماں باپ یا اس کے معالج جانتے ہیں کہ یہ چند لمحوں کا فائدہ نہ صرف اس کی تندرستی کو دور سے دور تر کردے گا بلکہ انجام کار اسے زیادہ طویل عرصہ تک لذیذ غذاؤں سے محروم ہوجانا پڑے گا۔

دین اسلام کے آفاقی درس کے برعکس ہمارے معاشرہ میں رشوت کا ناسور پوری طرح اپنے پنجے گاڑ چکا ہے اور ہم اس کو نہ چاہتے ہوئے قبول بھی کرچکے ہیں یہی وجہ ہے کہ آج معاشرتی ابتری حد سے تجاوز کرچکی ہے، رشوت کے ناسور نے ہمارے طرز زندگی بدل کر رکھ دیئے ہیں، اپنے جائز کام نکلوانے کیلئے بھی رشوت دینا پڑتی ہے اس کلچر نے ہمارے ملک کی معیشت کو کھوکھلا کر دیا ہے عوام عدم تحفظ کے احساس کا شکار ہو رہے ہیں، اس سماجی برائی میں جہاں سرکاری مشینری ذمہ دار ہے، وہاں عام آدمی بھی اس جرم میں برابر کے شریک ہیں کیونکہ اسلام رشوت لینے اور دینے والے دونوں کو اس گناہ میں یکساں ذمہ دار ٹھہراتا ہے، ہمیں اپنے طرز عمل کو بدلنے کی ضرورت ہے تاکہ اس لعنت سے محفوظ رہ کر اسلامی اقدار کو فروغ دیا جاسکے، اس میں کوئی شک نہیں کہ رشوت معاشرے میں ناانصافی کا پیش خیمہ ہے، مسلمانوں کے پاس اسلام کا بہترین کوڈ آف لائف موجود ہے، مسلمان صرف اللہ سے ڈرتا ہے، اسے کسی محکمے یا فرد سے ڈر نہیں ہونا چاہیے بلکہ اللہ کے خوف کے باعث اسے برائی سے کنارہ کرنا چاہیے۔

آج اگر آپ کو رشوت کے ذریعے کچھ زائد آمدنی ہوگئی ہے، لیکن ساتھ ہی کوئی بچہ بیمار پڑگیا ہے تو کیا یہ زائد آمدنی آپ کو کوئی سکون دے سکے گی؟ آپ کی ماہانہ آمدنی کہیں سے کہیں پہنچ گئی ہے، لیکن اگر اسی تناسب سے گھر میں ڈاکٹر اور دوائیں آنے لگی ہیں تو آپ کو کیا ملا؟ اور اگر فرض کیجئے کہ کسی نے مار مار کر رشوت کے روپے سے تجوریاں بھرلیں، لیکن اولاد نے باغی ہوکر زندگی اجیرن بنادی، داماد نے جینا دوبھر کردیا، یا اسی قسم کی کوئی اور پریشانی کھڑی ہوگئی تو کیا یہ ساری آمدنی اسے کوئی راحت پہنچا سکے گی؟

واقعہ یہ ہے کہ ایک مسلمان اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام سے باغی ہوکر روپیہ تو جمع کرسکتا ہے لیکن اس روپے کے ذریعے راحت و سکون حاصل کرنا اس کے بس کی بات نہیں، عام طور سے ہوتا یہ ہے کہ حرام طریقے سے کمائی ہوئی دولت پریشانیوں اور آفتوں کا ایسا چکر لے کر آتی ہے جو عمر بھر انسان کو گردش میں رکھتا ہے قرآن کریم نے فرمایا ہے:۔

’’جو لوگ یتیموں کا مال ظلماً کھاتے ہیں وہ ایسے مصائب کا شکار کر دیئے جاتے ہیں جن کی موجودگی میں لذیذ سے لذیذ غذا بھی آگ معلوم ہوتی ہے‘‘

لہٰذا رشوت خوروں کے اونچے مکان اور شاندار اسباب دیکھ کر اس دھوکے میں نہ آنا چاہئے کہ انہوں نے رشوت کے ذریعے خوش حالی حاصل کرلی، بلکہ ان کی اندرونی زندگی میں جھانک کر دیکھئے تو معلوم ہوگا کہ ان میں سے بیشتر افراد کسی نہ کسی مصیبت میں مبتلا ہیں۔

اس کے برعکس جو لوگ حرام سے اجتناب کرکے اللہ کے دیئے ہوئے حلال رزق پر قناعت کرتے ہیں، ابتداء میں انہیں کچھ مشکلات پیش آسکتی ہیں، لیکن آخر کار دنیا میں بھی وہی فائدے میں رہتے ہیں، ان کی تھوڑی سی آمدنی میں بھی زیادہ کام نکلتے ہیں، ان کے اوقات اور کاموں میں بھی برکت ہوتی ہے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ وہ دل کے سکون اور ضمیر کے اطمینان کی دولت سے مالا مال ہوتے ہیں۔

یہاں رشوت کے جو نقصانات بیان کئے گئے وہ تمام تر دنیوی نقصانات تھے، اور اس لعنت کا سب سے بڑا نقصان آخرت کا نقصان ہے، دنیا میں اور ہزار چیزوں میں اختلاف ہوسکتا ہے، لیکن اس بارے میں کسی مذہب اور کسی مکتب فکر کا اختلاف نہیں کہ ہر انسان کو ایک نہ ایک دن موت ضرور آئے گی اگر بالفرض رشوتیں لے لے کر کسی شخص نے چند روز مزے اڑا بھی لئے تو بالآخر اس کا انجام سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ میں یہ ہے کہ: اَلرَّاشِيْ وَالْمُرْتَشِيْ كِلَاهُمَا فِي النَّارِ

(الطبرانی الکبیر :2094)

رشوت دینے والا اور رشوت لینے والا دونوں جہنم میں ہوں گے۔

اور اس لحاظ سے رشوت کا گناہ شراب نوشی اور بدکاری سے بھی زیادہ سنگین ہے کہ شراب نوشی اور بدکاری سے اگر کوئی شخص صدق دل کے ساتھ توبہ کرلے تو وہ اسی لمحے معاف ہوسکتا ہے، لیکن رشوت کا تعلق چونکہ حقوق العباد سے ہے، اس لئے جب تک ایک ایک حقدار کو اس کی رقم نہ چکائے یا اس سے معافی نہ مانگے، اس گناہ کی معافی کا کوئی راستہ نہیں، عام طور سے جب انسان کی موت کا وقت قریب آتا ہے تو اسے اپنی آخرت کی فکر لاحق ہوہی جاتی ہے، اگر اس وقت عارضی دنیوی مفاد کے لالچ میں ہم یہ گناہ کرتے رہے تو یقین کیجئے کہ موت سے پہلے ہی جب آخرت کی منزل سامنے ہوگی تو یہ اعمال دنیا کے ہر آرام و راحت کو مستقل عذاب جان بنا کر رکھ دیں گے اور اس عذاب سے چھٹکارے کی کوئی صورت نہ ہوگی۔

رشوت کی صورتیں

حدیث شریف:

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّاشِيَ وَالْمُرْتَشِيَ

(سنن أبو داؤد باب في كراهية الرشوة)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رشوت لینے والے اور رشوت دینے والے پر لعنت فرمائی ہے

انسان کی طبیعت بلحاظ آزمائش کچھ ایسی بنائی گئی ہے کہ وہ مادیت کا دیوانہ ہوتا ہے، دنیا کے زیادہ سے زیادہ حصول کا جذبہ اس کے دل میں ہروقت کارفرما رہتا ہے، اس انسانی کمزوری کا ذکر قرآن مجید میں متعدد جگہ وارد ہے چنانچہ وہ سورتیں جو نمازوں میں عام طور پر پڑھی اور سنی جاتی ہیں کئی ایک سورت میں اس پر تنبیہ ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَاِنَّهٗ لِحُبِّ الْخَيْرِ لَشَدِيْدٌ

(العادیات:9)

اور یقیناً مال کی محبت میں وہ بہت شدید ہے۔

وَتَاْكُلُوْنَ التُّرَاثَ اَكْلًا لَّمًّا ۝۲۰ وَّتُحِبُّوْنَ الْمَالَ حُبًّا جَمًّا ۝۲۱

(الفجر:20-21)

اور تم ورثہ تمام تر ہڑپ کر جاتے ہو اور مال سے بہت زیادہ محبت کرتے ہیں۔

اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ ۝۲ حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ ۝۳

(التکاثر:2-3)

تمہیں غافل کر دیا ایک دوسرے سے بڑھ جانے کی ڈور نے یہاں تک کہ تم نے مقبروں کی بھی زیارت کی۔

یہی وجہ ہے کہ انسان کو جو کچھ حلال و جائز طریقے سے ملتا ہے وہ اس پر صبر نہیں کرتا بلکہ مزید حصول کے لئے ہر ناجائز و حرام طریقے اختیار کرتا ہے حالانکہ اگر وہ سوچے تو اللہ تعالیٰ نے بڑے واضح طور پر فرما دیا ہے کہ حلال ذرائع سے جتنا مال حاصل ہو جائے اگر انسان اس پر صبر کرے تو اتنا ہی اس کے حق میں بہتر ہے،

بَقِيَّتُ اللّٰهِ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ

(ہود: 87)

اور اللہ کی طرف سے جو (تجارت میں) بچتا ہے وہی تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم (سچے) مومن ہو۔

حلال و پاک کمائی پر صبر نہ کر کے انسان جن حرام و ناجائز وسائل کا استعمال کرتا ہے ان میں سے ایک رشوت کا لین دین ہے جس کا ذکر حدیث میں ہو چکا ہے۔

چونکہ اسلام، دینِ حق، دینِ عدل اور دینِ قویم ہے اس لئے اس نے رشوت کی جملہ صورتوں کو ناجائز اور حرام قرار دیا ہے، اس کے مرتکب اور اس کے معاون کو سخت عذاب کی دھمکی دی ہے اور ایسے شخص کو ملعون اور اپنے در سے دھتکارا ہوا بتلایا ہے۔

وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوْا بِهَآ اِلَى الْحُكَّامِ لِتَاْكُلُوْا فَرِيْقًا مِّنْ اَمْوَالِ النَّاسِ بِالْاِثْمِ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ

(البقرہ: 189)

اور اپنے ہی اموال اپنے درمیان جھوٹ فریب کے ذریعہ نہ کھایا کرو۔ اور نہ تم انہیں حکام کی سامنے (اس غرض سے) پیش کرو کہ تم گناہ کے ذریعہ لوگوں کے (یعنی قومی) اموال میں سے کچھ کھا سکو حالانکہ تم (اچھی طرح) جانتے ہو۔

حدیث میں ہے:

’’رشوت لینے والا اور دینے والا دونوں جہنمی ہیں‘‘

(الطبرانی الکبیر مجمع الزوائد: 4/199 بروایت ابن عمرو)

اس حدیث میں بھی رشوت کا لین دین کرنے والوں کو نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے ملعون قرار دیا گیا ہے کسی عمل پر اللہ تعالیٰ یا اس کے رسول کی طرف سے لعنت کا معنی ہے کہ اسے انتہائی ناراضگی و بے زاری کا اعلان ہے، اللہ تعالیٰ کی طرف سے لعنت کا مطلب یہ ہوا کہ اللہ رحمٰن و رحیم نے اس شخص کو اپنی وسیع رحمت سے محروم کر دینے کا فیصلہ فرما دیا ہے اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے لعنت کا مطلب یہ ہے کہ رحمۃ للعالمین شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے شخص سے بے زاری کا اظہار فرمانے کے ساتھ ساتھ ارحم الراحمین کی رحمت سے محروم کئے جانے کی بد دعا فرما رہے ہیں۔

رشوت کی بعض صورتیں: بدقسمتی سے اس واضح شرعی حکم کے باوجود رشوت اور اس سے ملتی جلتی بہت سی شکلیں آج ہمارے درمیان عام ہیں جس کی وجہ سے ہمارا معاشرہ ہلاکتوں کے دلدل میں پھنسا ہوا ہے، امانت داری اور خیر خواہی اہل کاروں سے رخصت ہو چکی ہے، اور مصلحت پسندی و خود غرضی ہر ایک کا مذہب بنا ہوا ہے۔

1. منصب کے حصول کے لئے: قاضی و جج بننے کے لئے، کسی اعلی منصب کے حصول کے لئے یا نوکری کے حصول کے لئے رشوت دینا، خواہ یہ رشوت رقم کی شکل میں ہو، خدمت کی شکل میں یا استعمال کی جانے والی اشیاء کی شکل میں ہو، کیونکہ اس سے صاحب حق کا حق مارا جاتا ہے اور نااہل لوگ ایسے منصب پر پہنچ جاتے ہیں جس کے اہل نہیں ہوتے۔
2. فیصلہ کے لئے: حاکم، قاضی و جج یا پولیس افسر وغیرہ کو کچھ دیا جائے تا کہ فیصلہ ہمارے حق میں ہو، یہ اس صورت میں کہ خود انسان غلط موقف پر ہو یا اپنا موقف واضح نہ ہو۔
3. کام نپٹانے کے لئے: ایک اہلکار اپنے کام پر گورنمنٹ یا کمپنی سے تنخواہ لیتا ہے، لیکن لوگوں کا معاملہ نپٹانے کے لئے ٹال مٹول سے کام لیتا ہے اور اس کے لئے اپنی زبانِ حال و مقال سے کچھ معاوضہ طلب کرتا ہے اسی طرح اگر کوئی شخص کسی اہلکار کو مال یا کسی اور شکل میں کچھ دیتا ہے تا کہ اس کا کام اوروں سے پہلے نپٹا دے تو یہ بھی رشوت کی ایک شکل ہے۔
4. پاس ہونے کے لئے ٹیوشن: آج کل اسکول و کالج میں ٹیوشن کی بیماری بہت عام ہے، بلکہ جو طالب علم اس میں شریک نہیں ہوتا وہ اپنے پورے نمبر نہیں حاصل کر پاتا، یہ بھی رشوت کی ایک شکل ہے کیونکہ استاذ اسکول و کالج کے ذمہ داروں اور گورنمنٹ سے پوری تنخواہ لیتا ہے۔

استاذ، مفتی کا ہدیہ و تحفہ: جو طالب علم یا اس کے والدین استاذ کو ہدیہ و تحفہ دیتے ہیں انکی خاطر و مدارات کرتے ہیں یا کوئی خدمت بجالاتے ہیں تو استاذ اس طالب علم کی طرف خصوصی توجہ اور اس کے نمبرات پورے دیتا ہے اسی طرح مفتی اگر سائل سے ہدیے قبول کرتا ہے تو فتوی دینے میں اس کے بارے میں تساہل سے کام لیتا ہے اور حکم لگانے میں نرم رویہ اختیار کرتا ہے، واعظ و خطیب کو ہدایا و تحائف اور نذرانے جہاں سے اچھے ملتے ہیں وہاں کے لئے وقت بڑی آسانی سے دیتا ہے اور جہاں سے کم کی امید ہوتی ہے وہاں جانے کے لئے ٹال مٹول سے کام لیتا ہے خواہ وہاں کے لوگ وعظ و تذکیر کے زیادہ محتاج ہوں، یہ ساری چیزیں رشوت سے ملتی جلتی صورتیں ہیں۔ کسی کا حق مارنے کے لئے کسی حاکم، قاضی یا اہلکار کو کچھ دینا رشوت و حرام ہے لیکن اگر کوئی قاضی و اہلکار ظالم ہو، اور لوگوں کے حقوق بھی اس کے پاس محفوظ نہ رہتے ہیں اور وہ لوگوں سے طلب کرتا ہو یا اسے دینا پڑتا ہو جیسا کہ آج ہمارے یہاں عام دستور ہے تو اس سلسلے میں صرف اور صرف اپنے جائز حق کے لئے مجبوری کی صورت میں کچھ دینا پڑے تو دینے والے پر کوئی گناہ نہیں ہے البتہ لینے والا دہرے گناہ کا مرتکب ہو رہا ہے ایک رشوت لینے کا اور دوسرے صاحب کو ایک حرام کام پر مجبور کرنے کا۔

لوگوں کے دلوں میں اللہ کا خوف نہیں رہا اور نہ ہی جنت وجہنم پر ایمان ویقین ہے ’’لہذا رشوت لینے کے سو بہانے ہیں‘‘ راشی ملازمین کہتے ہیں:

’’اب تنخواہ میں گزارہ کہاں؟‘‘

’’اوپر کی کمائی تو ضروری ہے‘‘

’’اب رشوت لئے بغیر گزارہ کہاں؟‘‘

جی ہاں

’’اب رشوت لئے بغیر گزارہ کہاں؟‘‘

لیکن۔۔۔۔

رشوت کیلئے ملک کو جہنم بنانا گوارا ہے۔

رشوت کیلئے انصاف کا خون کرنا گوارا ہے۔

رشوت کیلئے عوام الناس کا خون پینا گوارا ہے۔

رشوت نہ دینے والے کے حق کو کھا جانا گوارا ہے۔

رشوت کیلئے کمزوروں پر ظلم کرنا اور ان کی حق تلفی کرنا گوارا ہے۔

رشوت لے کر لوگوں کی جان، مال، عزت و آبرو کا سودا کرنا گوارا ہے۔

رشوت لے کر قاتلوں، لٹیروں، ڈاکوؤں، رہزنوں کی حفاظت کرنا گوارا ہے۔

رشوت لے کر لوگوں کو زندہ جلانے کے مجرموں کو سزا نہ دینا گوارا ہے۔

رشوت لے کر ظالم و جابر ہوس پرست درندوں کی حفاظت کرنا گوارا ہے۔

رشوت لے کر قاتلوں اور جاسوسوں کو بحفاظت ان کے ملک تک پہنچانا گوارا ہے۔

رشوت لے کر ملک و ملت کی جڑیں کھوکھلی کرنا اور دشمنوں سے ساز باز کرنا گوارا ہے۔

رشوت لے کر ہمیشہ کیلئے میر جعفر اور میر صادق کی طرح لعنتی بننا گوارا ہے۔

اور رشوت لے کر جہنم میں جانا گوارا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

’’رشوت ہرگز نہیں دینی چاہیے یہ سخت گناہ ہے مگر میں رشوت کی یہ تعریف کرتا ہوں کہ جس سے گورنمنٹ اور دوسرے لوگوں کے حقوق تلف کیے جاویں میں اسے سخت منع کرتا ہوں۔ لیکن ایسے طور پر کہ بطور نذرانہ یا ڈالی اگر کسی کو دی جاوے جس سے کسی کے حقوق کے اتلاف مدنظر نہ ہو بلکہ اپنی حق تلفی اور شر سے بچنا مقصود ہو تو یہ میرے نزدیک منع نہیں، اور میں اس کا نام رشوت نہیں رکھتا۔ کسی کے ظلم سے بچنے کو شریعت منع نہیں کرتی، بلکہ وَلَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ فرمایا ہے۔‘‘

(فتاوی حضرت مسیح موعود علیہ السلام صفحہ 220-221 جدید ایڈیشن)

رشوت اور ہدیہ میں فرق

آپ علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’رشوت وہ مال ہے جو کسی کے حق تلفی کے واسطے دیا یا لیا جاوے ورنہ اگر کسی نے ہمارا ایک کام محنت سے کر دیا ہے اور حق تلفی بھی کسی کی نہیں ہوئی تو اس کو جو دیا جاوے گا وہ اس کی محنت کا معاوضہ ہوگا۔‘‘

(فتاوی حضرت مسیح موعود علیہ السلام صفحہ 221 جدید ایڈیشن)

بقیہ صفحہ 9 پر

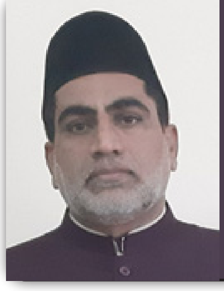

رپورٹ: ملک بشارت احمد۔ مبلغ سلسلہ ویسٹرن اے ریجن، کینیا

جلسہ ہائے یومِ خلافت
(ریجن ویسٹرن اے، کینیا)

اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدہ لَیَسۡتَخۡلِفَنَّهُمۡ کے موافق اور آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی ’’ثُمَّ تَکُوۡنُ الۡخِلَافَةُ عَلٰی مِنۡهَاجِ النُّبُوَّةِ‘‘ کے مطابق ہمیں خلافت جیسی عظیم الشان نعمت سے نواز رکھا ہے۔ اس نعمتِ عظمیٰ کا وعدہ مومنین اور اعمالِ صالحہ بجالانے والوں سے منسلک ہے۔ خلافتِ احمدیہ کی بنیاد 27 مئی 1908ء کو رکھی گئی جس کے ذریعے سے الٰہی وعدہ کے مطابق دین اسلام کو ایک طرف تمکنت، وسعت اور مضبوطی ملتی رہی تو دوسری طرف خوف کی حالت امن و آشتی اور سکون میں بدلتی رہی اور دشمن باوجود اپنی دنیاوی طاقتوں اور شیطانی چالوں کے ہمیشہ ناکام و نامراد ہوتے رہے اور شرک جیسے ظلم سے بچا کر موحدین و مومنین کو معبودِ حقیقی کی عبادت کے اصل اور صحیح طریق سکھلاتی رہی۔

دین و دنیا میں امن کی ضامن اس بابرکت نعمت کی ضرورت و اہمیت کو اجاگر کرنے کے لئے جماعت احمدیہ ہر سال مئی کے مہینہ میں جلسہ ہائے یومِ خلافت منعقد کرتی ہے۔ ہمیشہ کی طرح امسال بھی ویسٹرن اے ریجن کو اپنی جماعتوں میں اس پروگرام کی مناسبت سے جلسہ ہائے یوم خلافت منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ۔ ان جلسوں کی کاروائی انگلش اور سواحیلی زبان میں ہوئی۔ پروگرام کے اختتام پر احباب جماعت اور معزز مہمانوں کے لئے ریفریشمنٹ کا انتظام بھی کیا گیا۔ کل 9 جلسے ہوئے جن میں حاضری 401 رہی۔ ان جلسوں کی مختصر رپورٹ پیش خدمت ہے۔

1۔ شیانڈا جماعت (Shianda)

جماعت احمدیہ شیانڈا کو اپنا جلسہ یومِ خلافت مؤرخہ 22 مئی بروز اتوار منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ تلاوتِ قرآنِ مجید کے بعد ایک لوکل افریقی خادم نے بہت ہی خوبصورت آواز میں ترانہ ’’خلیفہ دل ہمارا ہے‘‘ اردو زبان میں پیش فرمایا۔ اس کے بعد تین تقاریر ہوئیں جن میں تفسیر آیت استخلاف، سیرت حضرت خلیفۃ المسیح الاول اور خلیفہ خدا بناتا ہے کے عناوین پر روشنی ڈالی گئی۔ بعد ازاں ایک کوئز پروگرام بابت خلافت منعقد کیا گیا جس میں دو ٹیمیں بنا کر سوال پوچھے گئے اس پروگرام سے احبابِ جماعت کی معلومات میں اضافہ ہوا اور یہ پروگرام دلچسپی کا بھی باعث بنا۔ اس جلسہ کی حاضری 81 رہی جن میں 3 مہمان بھی شامل تھے۔

2۔ ایلوامینی جماعت (Elwaminyi)

ایلوامینی جماعت میں جلسہ یومِ خلافت مؤرخہ 03 جون بروز جمعۃ المبارک بعد نمازِ جمعہ منعقد ہوا۔ تلاوت قرآنِ مجید کے بعد دو تقاریر ہوئیں جن میں خلافت کی اہمیت اور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی احباب جماعت سے انمول محبت کے واقعات بیان کیے گئے۔ اس جلسہ کی حاضری 47 رہی۔

3۔ بوہورو جماعت (Buhuru)

بوہورو جماعت کو اپنا جلسہ یومِ خلافت مؤرخہ 28 مئی بروز ہفتہ منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ تلاوتِ قرآنِ مجید کے بعد ایک طفل نے خلافت کی اہمیت پر سواحیلی زبان میں ایک نظم پیش کی۔ بعد ازاں ’’خلافت خالص توحیدِ الٰہی کے قیام کا واحد ذریعہ ہے‘‘ کے عنوان پر تقریر ہوئی۔ اس پروگرام میں 32 احباب شامل ہوئے۔

4: کاکامیگا جماعت (Kakamega)

شاڈو، کاکامیگا اور منڈولو ان تینوں جماعتوں کا مشترکہ جلسہ یومِ خلافت مؤرخہ 27 مئی بروز جمعۃ المبارک بعد نمازِ جمعہ منعقد ہوا۔ تلاوتِ قرآن پاک کے بعد خلافت کی اہمیت و ضرورت اور ہماری بقا خلافتِ احمدیہ سے وابستہ ہے کے موضوع پر دو تقاریر ہوئیں۔ اس جلسہ کی حاضری 36 رہی۔

5: سینوکو جماعت (Sinoko)

جماعت احمدیہ سینوکو میں بھی جلسہ یومِ خلافت مؤرخہ 05 جون بروز اتوار منعقد ہوا۔ تلاوت و اردو ترانہ کے بعد ’’اطاعتِ خلافت‘‘ کے عنوان پر تقریر ہوئی جس میں واقعات کی روشنی میں اس مضمون کی ضرورت و اہمیت پر روشنی ڈالی گئی۔ اس پروگرام میں 42 احباب شامل ہوئے۔

6۔ ایشیبیمبی جماعت (Eshibimbi)

ایشیبیمبی اور شیبیہے جماعت کا مشترکہ جلسہ یومِ خلافت مؤرخہ 14 مئی بروز ہفتہ منعقد ہوا۔ تلاوتِ قرآن پاک کے بعد برکاتِ خلافت اور خلیفہ خدا بناتا ہے کے عناوین پر دو تقاریر ہوئیں۔ اس جلسہ کی حاضری 31 رہی۔

7۔ شیبینگا جماعت (Shibinga)

شیبینگا جماعت میں جلسہ یومِ خلافت مؤرخہ 29 مئی بروز اتوار منعقد ہوا۔ تلاوت قرآنِ مجید اور نظم کے بعد خلافت کی اہمیت و برکات اور سیرت حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کے موضوع پر دو تقاریر ہوئیں۔ اس جلسہ میں 68 احباب شامل ہوئے۔

8۔ نڈیویسی جماعت (Ndivisi)

نڈیویسی اور لونیو جماعت کا جلسہ یومِ خلافت بھی مؤرخہ 29 مئی بروز اتوار منعقد ہوا۔ تلاوتِ قرآنِ مجید کے بعد اطاعتِ خلافت اور نظامِ خلافت اور ہماری ذمہ داریاں کے عناوین پر دو تقاریر ہوئیں۔ اس جلسہ کی حاضری 36 رہی جن میں 9 غیر از جماعت بھی شامل تھے۔

9۔ انڈنگالاویسی جماعت (Indangalasia)

انڈنگالاویسی جماعت کا جلسہ یومِ خلافت مؤرخہ 21 مئی بروز ہفتہ منعقد ہوا۔ تلاوتِ قرآن پاک کے بعد خلافت کی ضرورت و اہمیت اور بطور ایک احمدی کے ہم خلیفہ سے کیسے تعلق پیدا کر کے فائدہ اٹھا سکتے ہیں کے عناوین پر دو تقاریر ہوئیں۔ اس جلسہ کی حاضری 28 رہی جن میں 4 غیر از جماعت بھی شامل تھے۔

آخر میں دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اور ہماری نسلوں کو اس ردائے خلافت سے وابستہ رکھے اور ان جلسوں کے مثبت نتائج نکالے اور سب احباب کے ایمان و ایقان میں اضافہ کا باعث بنائے اور دوسروں کو بھی جلد اس عافیت کے حصار میں آنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

راشد احمد۔ سسکاٹون کینیڈا

میرے ابو، مبارک احمد سامی مرحوم

رَبِّ ارۡحَمۡهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيۡ صَغِيۡرًا

خاکسار کے والد محترم مبارک احمد سامی ابن محترم ناصر الدین سامی ایک مختصر علالت کے بعد 29 مئی 2022ء کو سسکاٹون کینیڈا میں 63 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔

میرے ابو جان کی زندگی کے مختصر حالات بغرضِ دعا عرضِ خدمت ہیں۔ میرے دادا جان ناصرالدین سامی صاحب کی پیدائش محترم سردار مصباح الدین (سابق مشنری لندن) والدہ حاکم بی بی صاحبہ کے ہاں قادیان میں ہوئی۔ پاکستان پہنچ کر فیملی نے چنیوٹ میں سکونت اختیار کی۔ میرے ابو جان کی پیدائش محترم ناصرالدین مرحوم اور محترمہ امۃ الحفیظ کے ہاں پشاور میں 1958ء میں ہوئی۔ والد محترم اپنے والدین کے اکلوتے بیٹے تھے اُن کی ماشاءاللہ چار بہنیں اور والدہ محترمہ حیات ہیں۔ والد محترم کے نانا محترم غلام مصطفیٰ صادق نے فوج سے ریٹائرمنٹ کے بعد تادمِ مرگ تحریک جدید دفاتر ربوہ میں خدمات انجام دیں۔

ہمارے دادا جان ناصر الدین سامی صاحب ملازمت کے سلسلہ میں مختلف مقامات پر فائز رہے مگر ملازمت کا زیادہ عرصہ مری میں گزرا۔ مرحوم دادا جان نے جتنا عرصہ بھی مری میں قیام کیا وہاں سنی بینک مری میں اپنے حلقہ کے صدر رہے۔ ان کے وقت میں جب بھی خلفاء کا مری میں قیام ہوتا تو آپ کے گھر مہمانوں کا تانتا بندھا رہتا۔ اس طرح خلفاء اور معزز بیگمات کی خدمت کا موقع ہماری ساری فیملی کو ملتا رہا۔ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ اس کے علاوہ صرف اپنے خاندان کے لوگ ہی نہیں سب احمدی خصوصاً ربوہ سے آنے والے حضرات ہمارے دادا جان کے مہمان ضرور ہوتے۔ اس طرح خلفاء کی خدمت کا بہت اچھا موقع ملتا رہا۔ ہمارے ابو جان مبارک احمد سامی بھی دین کے سب کاموں میں ضرور حصّہ لیتے اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ۔

محترم والد صاحب ستر کی دہائی میں ملازمت کی تلاش میں اپنے تایا عبدالسبحان صاحب کے پاس کراچی پہنچ گئے اور رائس ایکسپورٹ کارپوریشن میں ملازمت شروع کر دی۔ اور کارپوریشن کے ختم ہوجانے تک وہیں ملازمت کی۔

آپ مجلس خدام الاحمدیہ لانڈھی کورنگی کے فعال رکن رہے آپ کے ساتھ کام کرنے والے آپ کے اخلاص محنت اور ایثار کے ہمیشہ گواہ رہے۔

اپریل 1986ء میں۔ آپ کی شادی امۃ النصیر صاحبہ بنت ملک محمد سعد صاحب مرحوم واقف زندگی سے ہوئی۔ جن سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو دو بیٹے اور ایک بیٹی عطا فرمائی۔ جو ماشاءاللہ سب فارغ التحصیل ہیں۔ ہم دونوں بھائی شادی شدہ ہیں اور دونوں بھائی اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ صاحب اولاد ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے سب کو دین کی خدمت کی توفیق مل رہی ہے میرے چھوٹے بھائی مبارز احمد کو بحیثیت قائد مجلس برمنگھم نارتھ اور بہن شانزے مبارک کو Voice of Islam کے Breakfast Show میں بحیثیت ریسرچر خدمت کی توفیق مل رہی ہے۔

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ خاکسار راشد احمد کو سسکاٹون میں سیکرٹری تبلیغ کے طور پر خدمات کی توفیق مل رہی ہے۔ اسی طرح میری بیگم وردہ ناصر کو جماعت میں فارسی ڈیسک کے ساتھ ترجمہ کے حوالے سے کام کرنے کی توفیق مل رہی ہے۔ میری والدہ محترمہ کو 1977ء سے لے کر 2010ء لجنہ اماء اللہ کراچی میں مختلف شعبہ جات میں خدمت انجام دینے کی توفیق ملتی رہی۔ بھابی طوبیٰ طارق صاحبہ کو 2012ء سے 2018ء برمنگھم ایسٹ اور ویسٹ کے ساتھ مختلف شعبہ جات میں خدمت کی توفیق ملی۔ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ

میرے والد محترم کو ہمیں اس طرح دین کی خدمت کرتے ہوئے دیکھ کر بہت خوشی ہوتی تھی اور ہمیشہ اُن کا کہنا تھا کہ خلافت کی مضبوط ڈور سے اسی طرح سے بندھے رہیں اور ’’خدمت دین کو اک فضل الٰہی جانیں‘‘

جب حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے وقفِ نو کی مبارک تحریک فرمائی تو والدین نے باہمی مشورے کے ساتھ مجھے وقف نو کی مبارک تحریک میں شامل کیا (حوالہ نمبر A-41)

2013ء کو ہمارا خاندان ہجرت کر کے سسکاٹون کینیڈا آباد ہوگیا۔

محترم والد صاحب تادمِ آخر خود کام کرتے رہے، چندہ جات کی ادائیگی عبادات اور جماعت کے ساتھ خدمات کا سلسلہ آخر دم تک قائم رہا۔ خلافت کے ساتھ محبت اطاعت کا رنگ نمایاں تھا۔ آپ کی بیٹی کی شادی طے تھی مگر اللہ تعالیٰ کو منظور نہیں تھا کہ وہ شامل ہو سکتے اور وہ مختصر سی علالت کے بعد اپنے مولائے حقیقی کے حضور حاضر ہو گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ

محترم والد صاحب کا جنازہ جمعۃ المبارک مؤرخہ 3 جون 2022ء کو بیت الرحمت سسکاٹون بعد نماز جمعہ دوپہر 2:30 بجے ادا کی گئی جس میں کثیر احباب جماعت کے علاوہ مقامی غیر از جماعت (سکھ کمیونیٹی، ہندو کمیونیٹی) کے احباب نے بھی شرکت فرمائی۔ نماز جنازہ محترم سعد حیات باجوہ مربی سلسلہ نے پڑھائی۔ بعد ازاں چہرہ نمائی کے بعد جنازہ تدفین کے لئے قبرستان Seskatoon Hillcrest Memorial Funeral لے جایا گیا اور سینکڑوں لوگوں کی دعاؤں میں سپرد خاک کیا گیا محترم ارشاد صاحب مربی سلسلہ نے دعا کروائی۔

ہمارے محترم والد صاحب کے پسماندگان میں بیوہ امۃ النصیر صاحبہ کے علاوہ دو بیٹے خاکسار راشد احمد، مبارز احمد، بیٹی شانزے مبارک اور دو پوتیوں کے علاوہ چار بہنیں اور بوڑھی والدہ شامل ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس عظیم غم کو برداشت کرنے کی توفیق بخشے اور صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں توفیق بخشے کہ ہم اُن کی بتائی ہوئی نیک باتوں پر عمل کرنے والے ہوں اور ہمارے ابو جان کو جنت الفردوس میں اعلیٰ سے اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے درجات بلند سے بلند فرماتا چلا جائے۔ اور جنت الفردوس میں اپنے پیاروں کے ساتھ اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ اللہ ہم سب کو اُن کی نیکیوں کا وارث بنائے اور ہمیشہ اپنی رضا کی راہوں پہ چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

ایڈیٹر کے نام خط

• مکرم آر آر قریشی لکھتے ہیں۔

جماعت احمدیہ کے پہلے خلیفہ کی اجازت سے 18 جون 1913ء کو اس کا پہلا پرچہ شائع ہوا، اور آپؓ ہی نے اس پرچہ کا نام ’’الفضل‘‘ رکھا۔ یہ سراسر اللہ تعالیٰ کا فضل اور آپ کی دعاؤں کا ثمرہ تھا۔ جماعت احمدیہ کے دوسرے خلیفہ نے اللہ تعالیٰ کے حضور جو دعا کی وہ درج ذیل ہے۔

’’اے میرے مولا! اس مشت خاک نے ایک کام شروع کیا ہے۔ اس میں برکت دے اور اسے کامیاب کر۔ میں اندھیروں میں ہوں۔ تو آپ ہی رستہ دکھا۔ لوگوں کے دلوں میں الہام کر کہ وہ الفضل سے فائدہ اٹھائیں۔ اور اس کے فیض لاکھوں نہیں، کروڑوں پر وسیع کر اور آئندہ آنے والی نسلوں کے لیے بھی اسے مفید بنا۔

اللہ تعالیٰ الفضل کے یہ 109 سال پیارے ہر دل عزیز آقا و امام اور جماعت احمدیہ کے لئے بہت بہت مبارک کرے۔ آمین

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION | Download on the App Store | ANDROID APP ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

ادارہ کا مضمون نویسوں، تبصرہ و مراسلہ نگاروں کے خیالات اور آراء سے متفق ہونا ضروری نہیں

دعا کا تحفہ

فرشتگانِ عرش کی مومنوں کے حق میں عاجزانہ دعا

صحابہؓ رسولؐ بیان کرتے ہیں کہ ہم اکٹھے ہو کر خدا کی عظمت کا تذکرہ کر رہے تھے کہ رسول اللہؐ تشریف لائے اور فرمایا کہ میں بھی تمہیں خدا کی عظمت کی ایک بات بتاتا ہوں اور پھر آپؐ نے عرش بردار فرشتوں کا ذکر فرمایا جو خدا تعالیٰ کی عظیم الشان مخلوق ہیں۔

(تفسیر الدر المنثور جلد 5 صفحہ 347)

یحییٰ بن معاذ رازی کہا کرتے تھے کہ ایک فرشتۂ عرش بھی مومنوں کے لئے استغفار کرے تو بخشش کی توقع ہے کجا یہ کہ تمام عرش بردار فرشتے ان کے لئے بخشش طلب کر رہے ہیں۔

(تفسیر قرطبی جزء 15 صفحہ 295)

رَبَّنَا وَسِعۡتَ کُلَّ شَیۡءٍ رَّحۡمَۃً وَّعِلۡمًا فَاغۡفِرۡ لِلَّذِیۡنَ تَابُوۡا وَاتَّبَعُوۡا سَبِیۡلَکَ وَقِہِمۡ عَذَابَ الۡجَحِیۡمِ ﴿۸﴾ رَبَّنَا وَاَدۡخِلۡہُمۡ جَنّٰتِ عَدۡنِ ۣالَّتِیۡ وَعَدۡتَّہُمۡ وَمَنۡ صَلَحَ مِنۡ اٰبَآئِہِمۡ وَاَزۡوَاجِہِمۡ وَذُرِّیّٰتِہِمۡ ؕ اِنَّکَ اَنۡتَ الۡعَزِیۡزُ الۡحَکِیۡمُ ۙ﴿۹﴾ وَقِہِمُ السَّیِّاٰتِ ؕ وَمَنۡ تَقِ السَّیِّاٰتِ یَوۡمَئِذٍ فَقَدۡ رَحِمۡتَہٗ ؕ وَذٰلِکَ ہُوَ الۡفَوۡزُ الۡعَظِیۡمُ ﴿۱۰﴾

(المومن: 8- 10)

اے ہمارے رب! ہر ایک چیز کا تو نے اپنی رحمت اور علم سے احاطہ کیا ہوا ہے۔ پس توبہ کرنے والوں کو اور اپنے راستہ کے اوپر چلنے والوں کو معاف فرما اور ان کو دوزخ کے عذاب سے بچا لے۔ اے ہمارے رب! اور ان کو اور ان کے باپ دادوں اور ان کی بیویوں اور ان کی اولاد میں سے جو نیک ہوں انہیں جنتوں میں داخل کر جن کا تو نے ان سے وعدہ کیا ہے یقیناً تو غالب حکمت والا ہے۔ اور ان کو برائیوں سے بچا لے۔ اور جسے تو اس دن برائیوں (کے بدنتیجہ) سے بچائے بے شک تو نے اس پر رحم کیا اور یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔

(قرآنی دعائیں از خزینۃ الدعا مرتبہ علامہ ایچ ایم طارق ایڈیشن 2014ء صفحہ 18)

مرسلہ: عائشہ چوہدری۔ جرمنی

قابل رشک انسان

آنحضرتؐ نے فرمایا:۔

قابل رشک ہے وہ انسان جسے اللہ تعالیٰ نے مال عطا فرمایا اور پھر اس کے برمحل خرچ کرنے کی غیرمعمولی توفیق اور ہمت بخشی۔

(بخاری)

پھر فرمایا:۔

جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازے کا نام ’’باب الصدقہ‘‘ ہے جہاں سے صدقہ وخیرات کرنے والے داخل ہوں گے۔

(مسلم)

ایک سبق آموز بات

اکثر یہ بات مشاہدہ میں آتی ہے کہ مائیں اپنے چھوٹے بچوں کو کسی بھی غلط کام سے روکنے کے لئے ’’اللہ تعالیٰ سزا دے گا/ اللہ تعالیٰ ناراض ہو گا‘‘ کے الفاظ استعمال کرتی ہیں۔ بظاہر یہ الفاظ خلوص نیت سے اللہ تعالیٰ کا پیار اور اُس کا خوف پیدا کرنے کے لئے بولے جاتے ہیں۔ لیکن معصوم بچہ کے دل میں خدا تعالیٰ کا رحیم اور شفیق تصور پیدا کرنے کی بجائے اس کے متضاد خیالات پیدا کرنے کا باعث بنتے ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ بچہ کو ہمیشہ پہلے اللہ تعالیٰ کا نہایت مہربان، رحیم و کریم پیارا چہرہ دِکھایا جائے۔ پھر اس اصول کو سمجھایا جائے کہ ہمیں غلط اور برے کاموں سے اس لئے بچنا ہے کہ ہمارا پیارا خدا ہم سے ناراض نہ ہو جائے۔

مرسلہ: ثمرہ خالد جرمنی

طلوع وغروب آفتاب

13 جولائی 2022ء		طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ		04:20	19:06
مدینہ منورہ	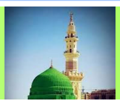	04:12	19:14
قادیان		03:55	19:36
ربوہ		03:35	19:16
اسلام آباد ٹلفورڈ		03:33	21:15

فقہی کارنر

قرآن کریم اور سائنس

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:۔

اس وقت خدا تعالیٰ نے مذہبی امور کو قصے اور کتھا کے رنگ میں نہیں رکھا ہے بلکہ مذہب کو ایک سائنس (علم) بنا دیا ہے اور یہی وجہ ہے کہ یہ زمانہ کشف حقائق کا زمانہ ہے جبکہ ہر بات کو علمی رنگ میں ظاہر کیا جاتا ہے۔ مَیں اس لئے ہی بھیجا گیا ہوں کہ ہر اعتقاد کو قرآن کریم کے قصص کو علمی رنگ میں ظاہر کروں۔

(الحکم 10 اپریل 1902ء صفحہ 6)

(داؤد احمد عابد۔ استاد جامعہ احمدیہ برطانیہ)